ریحانہ آفتاب

نیند جس نے چرائی ہے

رجائیت علی زیدی نے عالم اشتعال میں کمرے کے گرداب تک کوئی دو سو کے قریب چکر لگا ڈالے تھے۔ کئی گلاس ٹھنڈے ٹھار پانی کے پی چکی تھی۔ سیون اپ کے چار ٹن حلق میں انڈیل لیے تھے مگر اشتعال کا ہنوز وہی عالم تھا۔ وہ غصے میں کیوں نہ ہوتی؟ تھرڈ ایئر کے ایگزام میں ڈیڑھ ماہ رہ گیا تھا اور اس کی تیاری "منہ چھپانے" لائق بھی نہ تھی۔ یہ کون سی نئی بات تھی اب تک کے اس کے "حالات" اسی طرح سے تھے اور ان "حالات" کو بدلنے کا اس کا کوئی موڈ نہ تھا۔ اس وقت بھی غصے کی وجہ ایگزام کا نزدیک آنا نہیں تھا۔ بھلا یہ بھی کوئی غصہ کرنے والی بات تھی؟ کیا ہوا جو تھوڑی سی [illegible] سے زیادہ مکمل ہو جاتی۔ اسے غصہ تو کسی اور بات پہ تھا۔ کوئی پینتالیس منٹ پہلے ماما اسے بتا کر گئی تھیں کہ اتنے شارٹ نوٹس پہ کوئی ٹیوٹر اپائنٹ نہیں ہو سکتا اسی لیے اسے پڑھانے کا فریضہ انہوں نے "شہوان فریدی" کے ذمہ لگا دیا ہے اور وہ "سعادت مند" راضی بھی ہو گیا ہے۔"

رجائیت علی زیدی کو ان آخری کے دو حروف "ہو گیا ہے" پہ ہی صدمہ ہوا تھا۔

"کیا دنیا میں ٹیوٹر ناپید ہو گئے ہیں جو میرے لیے ایک بھی ٹیوٹر نہ بچا؟ اور اب مجھے اس شہوان فریدی سے پڑھنا ہو گا۔ اس کتابی کیڑے سے جسے پوزیشن لینے کا "خبط" ہے۔ مونٹیسوری سے ایم بی اے اور ایم سی ایس تک تو اس نے اپنا ریکارڈ نہیں توڑا تھا۔"

رجائیت علی زیدی کو تو شروع سے ہی ان پڑھاکو جینئس ذہین و فطین اور پتہ نہیں کیا کیا شہوان فریدی

UrduPhoto.com

ی۔ خاندان کے تمام بڑے ان سے
بے شرمیوں کو شہون کا حوالہ دے کر شرمندہ
سر توڑ کوشش کرتے تھے مگر کچھ ڈھیٹ
ی زیدی جیسے بھی پائے جاتے تھے۔ اسے
راوے اسی وقت چڑ ہو گئی تھی جب آٹھویں
میں اسے بیسٹ اسٹوڈنٹ کا ٹائٹل دیا گیا تھا۔
وری سے آٹھویں تک وہ اپنی کلاس میں
آ رہا تھا جو کہ اسکول میں بھی اک ریکارڈ تھا۔
اسی اسکول میں زیر تعلیم تھی اور رو دھو کر پاس ہو
تھی۔ صرف نصابی ہی نہیں غیر نصابی سرگرمیوں
بھی اس کا نام گونجتا تھا۔ اسکول میں بیت بازی
، کمپیئرنگ کا فریضہ انجام دینا ہے یا کوئی ڈرامہ
کرتا ہے۔ ورسٹائل ہیرو کی جاندار پرفارمنس
ی ہے، اسکول کی عمارت کو 14th اگست پر سجانا
سنوارنا ہے، ڈیکوریٹر کی اشد ضرورت ہے نعت خوانی یا
قرأت کا اہتمام ہے، اسکول کا الگ الگ بینڈ بننا
چاہیے۔ گٹار پلیئر یا سنگر کی ضرورت ہو تو سب کا اک
ہی جواب ہوتا "شہون فریدی ہے نا۔"
"اونہہ! شہون فریدی نہ ہو گیا "صرف ایکسل"
ہو گیا۔" وہ جل کر دعا کرتی کہ اس کا میٹرک پلک جھپکتے
ہو جائے اور وہ جلدی اسکول سے دفعان ہو۔ وہ میٹرک
کر کے چلا تو گیا تھا مگر وہ تب بھی تلملاتی رہی تھی
کیونکہ میٹرک میں بھی اس نے فرسٹ پوزیشن لی
تھی۔ وہ اس کی طرف دیکھے بنا اترا اترا کر اخبارات کو
انٹرویو دے رہا تھا اور وہ کُڑھ رہی تھی۔ پھر اس نے
کالج میں ایڈمیشن لے لیا تھا۔ اور خوب تیار ہو کر جاتا
"تیار ہو کر تو یوں جاتا ہے جیسے کسی
[illegible] اشتہار کا ایڈ ماڈل ہو۔" وہ اسکول
[illegible] بھی اس کی مثالیں دیتی تھیں۔
[illegible] اب بھی اس کی [illegible] ٹیچرز اور
[illegible] جب اس کی 9th میں
دوسری طرف [illegible] تو تمام ٹیچرز انگشت بدنداں رہ

"ہائی کلاس شہون کی کزن اور اتنی خراب
پروگریس۔" ٹیچر صدمے سے گر ہی پڑی تھیں۔
اسکول اور گھر کے تمام بڑے اس سے بچنے کے
متعلق استفسار کر رہے تھے اور شہون فریدی اسے طنز
جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس پل اسے بہت
خوشی ہوئی تھی کہ وہ کسی طرح تو شہون فریدی کی مٹی
پلید کر سکی۔ ان کے گھر کے درمیان فقط چھوٹی سی
باڑھ حائل تھی۔ جبکہ مکین اک دوسرے پہ جان
چھڑکتے تھے۔ شہون فریدی اور رجائیت کے درمیان
شروع سے ہی بہت فاصلہ رہا تھا وجہ شاید یہی تھی کہ
رجائیت اس سے خائف رہتی تھی اور ـــــ اس
جینئس بندے کو کوئی اور کام نہیں تھا جو ہم عمر
والی کزن کی طرف دیکھتا۔ سو دونوں اپنے اپنے محاذ پر
ڈٹے ہوئے تھے۔ نہ شہون فریدی نے اسے اگنور
کرنا چھوڑا تھا اور نہ ہی رجائیت علی زیدی اسے اہمیت
دیتی تھی۔
شہون فریدی ایم بی اے اور ایم سی ایس ڈگری
ہولڈر تھا۔ سب کا خیال تھا وہ فیملی بزنس یا پھر بینکنگ
کو بطور پروفیشن اپنائے گا مگر اس نے کمپیوٹرز کو اوڑھنا
بچھونا بنا رکھا تھا۔ نجانے کون کون سے کورسز کر رکھے
تھے۔ رجائیت کو کمپیوٹرز کے نام سے بھی وحشت
ہونے لگی تھی۔ اک چڑ سی ہو گئی تھی اسے کمپیوٹرز
سے۔ اب وہ کمپیوٹرز کو ایسی نظروں سے دیکھتی تھی جیسے کہ ابھی
ہی چبا جائے گی۔ [illegible] الگ بات کہ [illegible] اس نے
فریدی کا چہرہ نظر آ رہا ہوتا تھا۔ [illegible]
کی تھیں۔ جہاں [illegible] کی بجائے انجینئرز سیل اور [illegible] بھی کیے جانے
جاتا تھا۔ کمپیوٹرز سیل کما رہا تھا۔ [illegible]
مختصراً "وہ خوب دولت [illegible] کی شکل نظر آ جاتی تھی
رجائیت کو اپنے پورشن میں اس کی
مگر اب تو جیسے اسے دیکھے ہوئے سال سے زیادہ ہو گیا
تھا۔ وہ اگر آتا بھی تھا تو صرف
شکر ہی ادا کرتی تھی۔ وہ

…ہوا اور اب ماما نے اس کے سکون پہ جیسے "میزائل" دے مارا تھا۔ انٹر اس نے دو سالوں میں پاس کیا تھا۔ ماما تو اسے پڑھانے کے حق میں نہیں تھیں۔ وہ تو پاپا چاہتے تھے کہ وہ کم از کم گریجویشن ہی کر لے۔ فی زمانہ تعلیم کی اہمیت سے وہ بخوبی واقف تھے۔ خیر اس کی نالائقی پہ تو وہ بھی افسوس کرتے تھے۔ ان کا خواب اسے ہائی فائی کوالیفائیڈ دیکھنے کا تھا جسے اس نے بڑی خوب صورتی سے ملیامیٹ کر کے رکھ دیا تھا اور اب رجاہت علی زیدی صاحبہ اس وقت کو کوس رہی تھیں جب اک سال میں تیسرے ٹیوٹر کو انہوں نے زچ کر کے بھاگ جانے پہ مجبور کر دیا تھا اور اب اس جرم کی پاداش میں شہون فریدی اسے پڑھانے آ رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

عجیب ہوں میں، عجیب ہے دل
عجیب سا میری ذات کا فسانہ ہے

"رجی! اٹھ جاؤ۔"

"کیا مصیبت ہے؟" کچی نیند سے اٹھنے کے بعد وہ خاصی نامعقول ہو جاتی تھی۔

"مصیبت کی بچی یہ کوئی سونے کا ٹائم ہے؟ عشاء کی اذان ہو رہی ہے۔ شام کو مطلع کیا تھا کہ شیری پڑھانے آئے گا۔ وہ اسٹڈی میں کب سے بیٹھا تمہارا انتظار کر رہا ہے۔ فوراً بستر چھوڑو۔" ماما اس کے پھیلے کمرے کو تنقیدی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کمرے سے نکل گئیں۔

"ہائیں آ گیا وہ؟ کتنی دعائیں کی تھیں کہ بھول جائے مگر نہیں جی اللہ بھی میری کہاں سنتا۔" کسلمندی سے اٹھ کر اس نے باتھ روم کا رخ کیا۔ دو چار چھپاکے منہ پہ مارے۔ دوپٹے سے تھپتھپا کر چہرہ خشک کیا۔ [illegible] کنگھی مارنے کی [illegible] کر کے بالوں کو "پکڑ دھکڑ" کر کیچر میں

بلیک جینز، لیمن شرٹ میں ملبوس شہون فریدی الماریوں میں سجی کتابوں میں سے انگلش لٹریچر کی کتابیں نکال رہا تھا۔ آہٹ پر اس نے گردن موڑ کر دیکھا۔ ملگجے سے پرنٹڈ سوٹ میں کتابیں سینے سے چپکائے دوپٹے کا اک سرا کاندھے پہ ڈالے وہ چلی آ رہی تھی۔ جبکہ دوسرا سرا جھاڑو دینے کا کام بخوبی انجام دے رہا تھا۔

"السلام علیکم۔" لٹھ مارنے والے انداز میں سلام جھاڑ کر اس نے کتابیں اک دھماکے سے ٹیبل پہ پٹخ دی۔ اس ادا پہ اس نے خاموشی سے اس کی صورت دیکھی۔

"یہ تمہارا حلیہ کیسا ہو رہا ہے؟" "لو جی آتے ہی اعتراض کے شروع، خود تو محترم یوں ٹک سک سے تیار آئے ہیں جیسے بر دکھوے کے لیے یا تو کہیں تشریف لے جائیں گے یا ہمارے ہی گھر کو رونق بخشیں گے۔ اللہ نہ کرے۔" وہ خود ہی لرز گئی۔

"میں نے تمہارے حلیے کے بارے میں پوچھا ہے؟"

"بیوٹی کانٹیسٹ میں جاؤں گی تو آپ کی طرح تیار ہو جاؤں گی۔" وہ کمال معصومیت سے گویا تھی۔ اس نے لب بھینچ کر کتابوں کی طرف توجہ مبذول کی۔

"کون کون سے سبجیکٹ ہیں تمہارے پاس؟"

"آپشنل میں سوشیالوجی، اکنامکس اور پولیٹکل سائنس ہیں۔" اب کے انسانوں کی طرح جواب دیا۔

"سوشیالوجی تو پھر بھی ایزی سبجیکٹ ہے مگر پولیٹکل سائنس اسپیشلی اکنامکس خاصی ٹف ہے۔ کتنی تیاری ہے تمہاری؟"

"ذرا بھی نہیں۔"

"کیا مطلب؟ سارا سال تم نے آخر کیا کیا […] آخر پہلے تین ٹیوٹرز نے کچھ تو پڑھایا ہو گا؟ انہوں […] پڑھایا نہیں یا تم نے پڑھانے نہیں دیا؟" وہ اسے […] رہا تھا۔

UrduPhoto.com

انہیں روز ایک گھنٹہ پڑھاؤں گا۔ میرا شیڈول خاصا ٹف ہے۔ اس سے زیادہ ٹائم نہیں دے پاؤں گا۔ ٹائمنگ کچھ بھی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ میں فری نہیں ہوں گا۔ چاچی نے کہا تو میں انہیں انکار نہ کر سکا۔ ابھی بھی میں بیس منٹ سے انتظار کر رہا ہوں۔ بہر حال کل سے یہ نہیں ہونا چاہیے۔ میں انتظار نہیں کروں گا۔ مجھے اور بھی بہت کام ہیں۔ میں چوبیس گھنٹے میں کسی بھی وقت پڑھانے آجاؤں گا۔"

"کیا رات کے دو بجے بھی پڑھانے آئیں گے؟" اس کی مفصل تقریر پہ وہ جل کے بڑبڑائی۔ اس نے سن لیا۔

"جی ہاں اگر میں سارے دن میں فری نہ ہو سکا تو رات کے دو کیا چار بجے بھی پڑھاؤں گا۔ فیڈ کر لو اپنے خالی چیمبر میں۔" وہ تلملائی تو بہت مگر اس کا لہجہ سخت ہو چکا تھا۔ میتھس سے تو اس کی یوں بھی جان جاتی تھی۔ اب بھی اس نے سب سے پہلے اکنامکس کے ساتھ میتھس کی بک اٹھا کر اسے سوال سمجھانا شروع کیا تو وہ اسٹڈی روم کا جائزہ لیتی رہی یا پھر پیڈ پہ تیزی سے چلتے اس کے ہاتھ کی انگلیوں کو دیکھنے لگی۔ گلابی گلابی تراشے ہوئے ناخن خاصے دلفریب لگ رہے تھے۔

"اب دوسرا تم کرو۔" وہ اس کی بے توجہی نوٹ کر چکا تھا۔ اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ پریشان نظروں سے وہ پیڈ پہ لکھے سوال کو اور اسے دیکھ رہی تھی۔

وجاہت زیدی کو دونوں گھرانوں میں سب سے چھوٹا اور چہیتی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ اس کی آمد سے [illegible] دونوں گھرانوں کی محبتیں سمیٹ رہا تھا [illegible] بات [illegible] کے بعد دونوں گھرانوں میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ [illegible] سے چھوٹی

اس نے اپنے لیے بس چار سو چاہت کے سمندر ہی دیکھے تھے۔ ننھیال میں بھی وہ دل پسند تھی۔ بس ایک شہون فریدی تھا جس نے اسے روز اول سے اگنور کیا ہوا تھا۔ کیوں؟ یہی وہ بڑا تھا جو اسے نہیں ملتا تھا۔ وقت گزرتا رہا۔ مگر شہون نہ بدلا۔ نہ اس نے کبھی اسے اہمیت دی نہ اس نے کبھی فاصلے پاٹنے کی ضرورت محسوس کی۔ بچپن سے لاتعلقی کے مظاہرے کے باوجود وہ شہون فریدی کی منتظر رہتی تھی۔ وہ جو اسے نظر بھر کے دیکھتا تک نہیں تھا۔ وہ جو بے حد مغرور تھا وہ اسے نہ چاہنے کے باوجود اہمیت دیتی تھی اور وہ بڑی شان سے فیل ہوتی تھی۔ صرف اس لیے کہ اس بات پر وہ بہت غصہ ہوتا تھا وہ مغرور بندہ جو کسی کو خاطر میں نہیں لاتا تھا اس کے فیل ہونے پر کھولتا تھا تو اسے خوشی ہوتی تھی۔

بنیادی طور پہ وہ انا پرست لڑکی تھی۔ بہت گہری۔ آج تک کسی کو شک نہیں گزرا تھا کہ وہ اسے چاہتی ہے خود شہون کو بھی نہیں۔ وہ جب اسے اگنور کرتا تو اسے اپنا وجود بہت ہی غیر اہم لگنے لگتا۔ اسی سبب تایا کے گھر بھی نہیں جاتی تھی۔ اس کی دوری گوارا تھی مگر اپنی ذات کو یوں بے مول ہوتے دیکھنا اس کی برداشت سے باہر تھا۔

"شہون فریدی" اک بند کتاب کا نام تھا جس کے اندر کیا ہے؟ کوئی نہیں جانتا تھا حتیٰ کہ اس کا سرورق بھی اجنبی زبان میں لکھا تھا۔ شارپ مائنڈ [illegible] کچھ کر دکھانے کی لگن اس کی خوبیوں میں [illegible] باعث تھی۔ حلقۂ احباب میں جینئس پکارا جاتا تخلیقی دماغ کا مالک جیسے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اپنی قابلیت کا غرور تھا وہ ہر ایک کا ہمدرد ہمراز تھا وجاہت علی زیدی کے۔ شروع سے ہی ان کے درمیان ان دیکھے فاصلے کی خلیج نے آج انہیں عجیب دوراہے پر لا کھڑا کیا تھا۔

UrduPhoto.com

ماہ وش رجائیت کی بڑی بہن تھی۔ شادی کے بعد داؤد کے ساتھ کیلگری میں رہ رہی تھی۔ رجائیت جس قدر لاابالی تھی وہ اسی قدر سنجیدہ، سمجھ دار تھی۔ کہیں سے نہیں لگتا تھا کہ وہ اس کی بہن ہے۔ سعادت مند اور نرم دل تھی۔ داؤد سے خالصتاً لو میرج تھی۔ منگنی کے بعد داؤد نے رسم و راہ استوار کرنے کو فون کیا تو اس نے بلا جھجک کہہ ڈالا۔

"داؤد! میں منگنی کو پائیدار رشتہ نہیں سمجھتی۔ میرے بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں آپ کے نام کی رنگ ڈالی گئی ہے تاکہ میری سوچیں آپ کے گرد ہی پرواز کریں۔ کسی دوسرے شخص کا میری سوچوں میں گزر نہ ہو۔ اس رنگ نے میرے دل سے آپ کا دل تو باندھ دیا ہے۔ لیکن اگر اسی رنگ کے باعث آپ ایکسپیکٹ کر رہے ہیں کہ میں فون پہ لمبی لمبی باتیں کروں گی۔ آپ کے ساتھ ہوٹلنگ کروں گی۔ آپ کی استوری کو رونق بخشوں گی، تحفے تحائف کا تبادلہ کروں گی۔ ڈیٹس ماروں گی تو میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ میں ایسا کچھ بھی کرنے والی نہیں۔ بالفرض آپ میرے ہم سفر نہیں بنتے اور میری لکیروں میں بسا شخص مجھے جیون ساتھی بنالے تو زندگی کی راہوں میں آپ کا سامنا مجھے شرمسار کرے گا۔ آپ کے ساتھ گزرے پل میری ذات کا داغ بن جائیں گے۔ حال میں خوش رہنے سے اچھا ہے میں مستقبل کی خوشیاں بیدار کروں۔ شادی کے بعد میرے لفظوں، جذبوں، احساسات پہ آپ کا پورا حق ہوگا۔ ابھی میں آپ کو ایسا کوئی حق نہیں دے سکتی۔ آپ کو کھونے کے ڈر سے بالکل اتنا [illegible] نہیں بول سکتی۔"

داؤد کو یہ کھری کھری باتیں اتنی اچھی لگیں کہ اس نے فوراً ہی شادی کرنے کا ارادہ کر لیا۔ ماہ وش کے کردار کا یہ خوب صورت روپ اسے متاثر کر گیا تھا۔ شادی کے کئی سال گزرنے کے بعد بھی داؤد اور ماہ وش

کی مخالفت کر رہی تھی۔

"مجھ لڑکی! اس سال پاس ہو جاتا پوری فیملی میں اتنا لائق تو کوئی بھی نہیں ہے۔ تم کس کے ساتھ چلی گئیں؟"

"تم ہونا گولڈ میڈلسٹ اس [illegible]۔" وہ اپنے نکل ہونے پہ کچھ حد تک شرمندہ ہوئی تھی۔ جو سب کے لیے باعث حیرت تھا۔ سب حقیقت سے ناواقف تھے جو شمعون کے عجیب و غریب کمنٹس پہ وہ جواب دیتی تھی۔ جبکہ دوسری طرف ماہ وش کہہ رہی تھی۔

"مجھے تو بیچارے شمعون فریدی پہ ترس آرہا ہے۔"

"ماما نے تمہیں بتادیا کہ وہ پڑھانے آرہا ہے؟"

رضیہ جمیل کے شاہکار افسانے

بدریا برس گئی اس پار

شائع ہوگیا ہے

خوبصورت گیٹ اپ

بہنوں کے لئے خوبصورت تحفہ

قیمت : 150/- روپے

اس کے علاوہ 2 مکمل ناولز کے ایڈیشن شائع ہوگئے ہیں

اک گھروندہ برف کا : 300/ روپے

ساگر دریا بادل بوند : 300/ روپے

منگوانے کا پتہ

مکتبہ عمران ڈائجسٹ

37- اردو بازار، کراچی

"تمہیں تو برا لگے گا ہی' تمہارا چہیتا فرینڈ جو ہے۔"

"وہ تو ہے۔ یہ بتاؤ کیسا پڑھا رہا ہے؟"

"معلوم نہیں۔"

"کیا مطلب؟" وہ حیران ہوئی۔

"میرا پڑھنے کا موڈ ہو جب ناں۔ وہ فل والیم میں راہنز' مارشل پہ تقریر کرتا رہتا ہے اور میں منہ' کان بند کیے سوچتی ہوں' یہ آخر کب چپ ہو گا۔" ماہ وش ہنس پڑی۔

"بہت بری ہو تم۔ وہ بچارا مصروف بندہ بمشکل وقت نکال کر تمہیں پڑھانے آ رہا ہے اور تم سیریس ہی نہیں لے رہی ہو اسے۔ ابھی کرتی ہوں اسے بھی فون۔" اس نے دھمکی دی۔

"کر دو۔ اسی بہانے میری جان تو چھوٹے گی۔ پڑھاتا ہے تو ایسا لگتا ہے میری پشتوں پہ احسان کر رہا ہے۔ اللہ میاں نے ذرا فرصت سے کیا بنا دیا اس کے مزاج ہی نہیں ملتے۔ نیم اور کریلے کی مثل اسی پہ فٹ بیٹھتی ہے۔" پھر ماما نے اس سے ریسیور لے لیا تھا۔ ہال سے تائی جی کی آواز آ رہی تھی۔ وہ اٹھ کر ہال کی طرف بڑھ گئی۔ ماما اور تائی جی گفت و شنید کر رہی تھیں۔

"السلام علیکم تائی جی۔"

"وعلیکم السلام کیسی ہو؟ ہوتی کہاں ہو تم جو دکھائی نہیں دیتیں؟ فقط ایک باڑ کا فاصلہ ہے مگر کبھی ملنے بھی نہیں آتیں۔" تائی جی نے محبت سے شکوہ کیا۔

"ملاقات تو ہو ہی جاتی ہے تائی جی! کیا فرق پڑتا ہے میں آؤں یا آپ۔" اس کے لب مسکراہٹ سے منور ہوئے۔

"تو میں نہ آؤں نا؟" وہ مصنوعی خفگی سے بولیں۔

"یہ خوب ... ماما میری برائی کس سے کر رہی تھیں؟" اس نے تائی جی کے شانے پر سر رکھ کر ان کا شانہ تھام لیا۔ ماما خفگی سے گھور رہی تھیں۔

"وعلیکم السلام ... زندگی لے ... آواز پر بھی وہ

... بہت زوروں کی بھوک لگی ہے۔"

"کھانا تو تیار ہے' میز لگواؤں شیری؟" ماما تائی جی سے پہلے بول پڑیں۔ تائی جی کے ساتھ چپکی رجائیت علی زیدی پہ اچٹتی نگاہ ڈال کر اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں نے کھانا کھا لیا ہے چاچی۔"

"ٹھیک سے کھایا بھی ہے یا نہیں؟ تمہارا تو کھانے کا کوئی شیڈول ہی نہیں ہے۔" تائی جی کو فکر ہوئی۔

"کھانا سکون سے کھانے کے لیے تو عمر پڑی ہے۔ جبکہ کریئر بنانے کی یہی عمر ہوتی ہے۔" رجائیت نے ترچھی نظروں سے تازہ شیو کی نیلاہٹیں لیے ہوئے اس کے چہرے کو دیکھا۔

"تمہیں اتنا کھڑاک پھیلانے کو کہا کس نے تھا۔ ناحق اپنی جان مار رہے ہو۔" تائی جی کو اس کی مصروفیت سے چڑ تھی۔ مجال ہے جو وہ دو گھڑی آرام سے بیٹھ جائے۔ ماں تھیں سو بیٹے کے لیے متفکر رہتی تھیں۔

"پیاری ماں! یہ آپ کہہ رہی ہیں نا کلم... اتنا ٹف ہے کہ خود کو منوانے کو اسٹرگل کرنی پڑتی ہے۔ یہاں کوئی طشت میں عزت و شہرت سجا کر پیش نہیں کرتا۔ خود کو منوانا پڑتا ہے۔ لوگ اپنے کیریئر کے لیے سیریس نہیں ہوتے اور واویلا کرتے ہیں کہ ہمیں صلہ نہیں ملتا۔ ابھی محنت کر رہا ہوں۔ چند سالوں بعد اسٹیبلش ہو جاؤں گا تو کل کو پچھتانے کی نوبت نہیں آئے گی کہ کاش میں نے کچھ کر لیا ہوتا۔"

"سچ ہے پھر تو زندگی رخ بدلتی ہے۔ شادی کی ذمہ داری بیڑیاں بن جاتی ہیں تب کوئی کیا کر سکتا ہے؟" ماما اس کے افکار سے ازحد متاثر نظر آ رہی تھیں۔ انہیں بے حد خوشی ہوئی تھی اس کے خیالات سن کر سو بے ساختہ سراہا۔ اس گھڑی تائی جی کو بھی بیٹے پہ فخر محسوس ہوا کہ ان کا بیٹا دوسروں سے منفرد ہے۔ وہ اس وقت اک عجیب سے احساس میں گھر گئی تھی۔

"میں اسٹڈی میں ہوں۔" رجائیت اکتاہٹ لیے

UrduPhoto.com

داخل ہوئی۔ وہ سیل فون کان سے لگائے کسی سے
بات کر رہا تھا۔ اسپیکر آن تھا اور وہ بآواز اسپیکر
آن کر کے ہی بات کرتا تھا۔ دوسری طرف کی آواز
اسے اپنے ساتھ در و دیوار کو سنانے کی بھی عادت تھی۔
جانب سے کوئی تیز آواز ہے جو بھلی لگی تھی۔ اسے اس
کی یہ عادت گراں گزرتی تھی لیکن اب بھی لب بھینچ گئے
تھے۔ اسے دیکھ کر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"عفیرا کو نہیں جانتے" کمال کے توڑی ہو۔ وہ امیر
باپ کی اکلوتی اولاد۔ جس نے تمہارے قریب رہنے
کے بہانے تمہارے انسٹی ٹیوٹ میں داخلہ لیا اور
تمہیں متوجہ کرنے کے لیے سو گز آ جاتی ہے۔"
دوسری طرف سے خاصی تیز آواز میں رشک و حسد کی
کیفیت نمایاں تھی۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی ان کی
گفتگو سننے لگی۔

"پہچان گیا۔ اتنا بتانے کی کیا ضرورت تھی۔ کیٹ
واک کا نمونہ کہہ دینا بھی کافی تھا۔ کچھ لوگوں کو یہ زعم
ہوتا ہے کہ وہ جسے اک نظر دیکھ لیں گے وہ اس کے اسیر
ہو جائیں گے۔ عفیرا کا شمار بھی انہیں خوش فہم لوگوں
میں ہوتا ہے۔"

"کیا تو مت کہو' پاگل ہے تمہارے پیچھے' حسین
ہے' دولت مند ہے۔ انگریزی فرفر بولتی ہے۔"
دوسری طرف سے سمجھانے کی کوشش انجام دی گئی۔

"تو وہاٹ؟ میری لائف پارٹنر کی کوالٹی صرف
لُک ہی نہیں ہوگی۔ وہ ہائلی کوالیفائیڈ ہوگی۔
انگریزی فرفر بولنا کوئی کمال نہیں۔ اس کا آئی کیو اور
نالج وسیع ہو۔ اسے خبر ہو کہ نائن الیون کے بعد
امریکہ کی معیشت پہ کیا اثر پڑا؟ عراق وار کی وجہ
کیا تھی [illegible] کے لیے تھی۔
[illegible]
[illegible] معلوم ہونا چاہیے کہ
سب سے زیادہ فروخت ہونے والی پہلی سی ڈی ۱۹۸۶ء
میں in Arms البم کے Dire Straits

سب سے زیادہ گریمی ایوارڈ حاصل کرنے والا گلوکار
مائیکل جیکسن ہے۔ اسکواش کا نیا عالمی چیمپئن
امر شبانہ مصر کا پہلا کھلاڑی ہے جو یہ اعزاز حاصل
کرنے میں کامیاب ہوا۔ عہد حاضر کا بہترین کرکٹر
"ماسٹر بلاسٹر" ہے۔ برائن لارا نے ٹیسٹ میچ میں چار
سو رنز اسکور کر کے ریکارڈ قائم کیا ہے۔" وہ لے جا رہا
تھا اور رجاحت علی زیدی کو چکر آ رہے تھے۔

"یہ کمونا چلتی پھرتی انسائیکلوپیڈیا ہو۔" وہ دل ہی
دل میں دانت پیس رہی تھی۔ اب گفتگو کا رخ حسن کا
تھا۔

"میرے ڈیئر جاب، میری ہی تصویر ہے۔ اپنی
تصویر بناؤں کا بشرطیکہ کوئی مجھ پہ چھا جانے والی ہستی
ملے۔ میں بہت پوزیسو بندہ ہوں۔"

"اس شخص کی خود پرستی کی کوئی حد بھی ہے یا
نہیں؟"

"پھر بات کرتے ہیں۔" سیل فون بند کر کے وہ اس
کی طرف متوجہ ہوا۔ اس کے دماغ کی چولیں تو ابھی
تک ہل رہی تھیں۔ وہ خاک پڑھ پاتی۔

☼ ☼ ☼

امتحان کی تیاری کے لیے چھٹیاں ہو گئی تھیں۔ گھر
میں اکتاہٹ ہونے لگی تو گاڑی لے کر نکل گئی۔ ڈھیر
ساری شاپنگ کر کے مخصوص سی ڈی شاپ سے کچھ
سی ڈیز لیں۔ کے ایف سی کے سامنے سے گزر رہی تھی کہ
پاؤں بے ساختہ بریک پہ جا پڑے۔

"ایکسکیوزمی میم' کیا آپ سٹ ہیئر؟" چرا
کا پیس منہ میں ڈالا ہی تھا جب کافی دیر سے سائیڈ پر
میں بیٹھے ہینڈسم شخص نے آخر استفسار کیا۔ سوفٹ
ڈرنک کا سپ لے کر اس نے نو وارد کو اک نظر
دیکھا۔ وہ نظر انداز کر دینے والا شخص نہیں تھا۔
اپنی شخصیت کی اس خوبی سے آشنا بھی تھا جب ہی
کانفیڈنٹ نظر آ رہا تھا۔

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

توقع نہیں تھی تب ہی اک پل کو خموش کھڑا رہا۔

"کیوں؟"

"میری مرضی۔" اس کا انداز ہنوز بے نیازی لیے ہوئے تھا۔

"میں آپ سے دوستی کا خواہشمند ہوں۔" اس نے ہمت نہ ہاری۔

"سو واٹ؟"

"اپنا کانٹیکٹ نمبر دیں گی؟" دوسری طرف نگاہیں شوق سے لبریز تھیں۔

"نہیں۔"

"یہ میرا وزٹنگ کارڈ ہے۔ آپ سوچ لیجیے گا۔ لمحۂ حیات میں کبھی بھی میرا خیال آئے، مجھے کال کر لیجیے گا۔ میں خود کو خوش نصیب سمجھوں گا۔" لائیٹ پنک کارڈ پہ بلیک حروف جگمگا رہے تھے۔ انگلیوں میں دبے کارڈ کو اس نے اچٹتی نگاہ کے قابل بھی نہ جانا۔

"آپ کی خواہش فضول ہے مسٹر۔"

"اذغان خان۔" اس نے نام بتایا۔

"دیکھیں۔ لوگ دیکھ رہے ہیں ہماری طرف۔ میرا امیج خراب ہو رہا ہے کہ میں فلرٹ کر رہا ہوں۔ آپ ٹرسٹ کر سکتی ہیں مجھ پر۔ پلیز میم جسٹ ٹیک مائے کارڈ۔" آخر میں لہجہ التجائیہ ہو گیا۔

"سوری اذغان خان! آپ اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور نفی میں سر ہلاتے ہوئے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی۔

"ہو گئی دوستی؟" اس کے دوست نے پیچھے سے اس کے شانے پہ ہاتھ رکھ کر اپنی طرف متوجہ کیا۔ وہ جا چکی تھی۔ اذغان خان تھکے ہارے انداز میں کرسی پہ گر سا گیا۔ اس کی اداس نظریں خالی کرسی پہ جمی تھیں جس پہ کچھ دیر پہلے وہ بیٹھی تھی۔ ماحول نے جیسے رنگینی کھو دی تھی۔

"اسے پہلی بار پیسال اسی جگہ دیکھا تھا۔ تب سے آج تک میں اسی کے لیے یہاں آتا تھا۔ مگر آج سارا

اس گل کی پتیاں بکھیر دے؟ میرے ساتھ ایسا کیوں ہوا؟" اذغان خان تأسف سے لب کچل رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

شاپنگ بیگز صوفے پہ پھینک کر وہ بیڈ پر گر گئی۔ شاپنگ نے خاصا تھکا ڈالا تھا۔ آخر میں اسے اذغان خان یاد آ گیا۔

"سوری اذغان خان! تمہیں مایوس کرنا میری مجبوری تھی۔ جو خود محبت کا ہم سفر ہو وہ دوسرے مسافر کو پہچاننے میں غلطی نہیں کر سکتا۔" سر جھٹک کر اس نے سوچ کا رخ موڑ دیا۔

"شیری پڑھانے آیا تھا۔ تم نہ ملیں تو میسج چھوڑ گیا، تمہیں بتا دوں وہ گھر پہ ہے۔" دستک دے کر ماما چلی آئی تھیں۔ وہ یونہی پڑی رہی۔ ماما سخت سست سنانے لگیں تو ناچار اسے کتابیں لے کر اٹھنا پڑا۔ لان میں پھولوں کی باڑ کے بیچ بوگن ویلیا کی کٹنگ خوب صورتی سے کر کے اسے گول دروازے کی شکل دی گئی تھی۔ گھر کے لوگ آنے جانے کے لیے اسی دروازے کو استعمال کرتے تھے۔ گھر سنسان پڑا تھا۔ گھر میں لوگ ہی کتنے تھے۔ تاؤ جی کے تین بیٹے تھے اور دو بیٹیاں۔ سمیعہ اور ناعمہ آپا شادی کے بعد الگ الگ شہروں میں جا بسی تھیں۔ تابش اور عبید بھائی اسٹیٹس میں ہوتے تھے۔ شہرون کا نمبر آخری تھا۔ تاؤ جی کو ڈر تھا کہ بڑے بیٹوں کی طرح ایک دن شہرون بھی انہیں چھوڑ کر دیارِ غیر سدھار جائے گا۔ مگر وہ بڑا محبِ وطن تھا۔ بھائیوں نے اسے باہر سیٹل کروا دینے کی آفر کی تھی مگر اس نے صاف کہہ دیا۔

"اسٹیٹس میں پڑھے لکھوں کی کمی نہیں جبکہ میرے ملک کو مجھ جیسے لوگوں کی ضرورت ہے۔ میرے وہاں سیٹل نہ ہونے سے انہیں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ لیکن میرے ملک کے معماروں کا قرض مجھ پہ چڑھ جائے گا۔ میری پہچان میرا ملک ہے اور میں اس ملک کو

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

"یہاں آجاؤ رجی۔" آواز سن کر وہ کچن کی دہلیز پہ چلا آیا۔

"آپ کچن میں کیا کر رہے ہیں؟" وہ تفصیلی نظروں سے اس کا جائزہ لے رہی تھی۔ بلیو جینز پہ وہائٹ شرٹ پہنے ہاتھوں میں چھری تھامے کھڑا تھا۔

"ماما، پپا کسی دعوت میں گئے ہیں۔ کک کو چھٹی چاہیے تھی۔ غضب کی بھوک لگی تو سوچا چلو کچن کو رونق بخشی جائے۔" کتنا انوکھا تھا اس کا یہ روپ۔ وہ رجائیت علی زیدی سے یوں بات کر رہا تھا جیسے ان کے درمیان کبھی سرد مہری کی فضا نہ رہی ہو۔ وہ جتنا حیران ہوتی کم تھا۔

"تو ادھر ہی کھا لیتے۔" اس نے سنبھل کر اپنے پورشن کی طرف اشارہ کیا۔

"فی الحال تو اپنے ہاتھ کا آملیٹ کھانے کو جی چاہ رہا تھا۔ سو طبع آزمائی کر رہا ہوں۔ تم بھی کھا کر دیکھنا، میں کتنا زبردست آملیٹ بناتا ہوں۔ ذرا وہ پیالہ پکڑاؤ۔" اس نے خموشی سے پیالہ پکڑا دیا۔ پیاز اور ہری مرچیں کاٹ کر اسے پیالے میں ڈالیں پھر لال لال ٹماٹروں کو کاٹنے لگا۔

"ایگزام میں کتنا کم وقت ہے اور تم نجانے کہاں کہاں پھر رہی ہو۔ پیپر دینے کا ارادہ بھی ہے یا نہیں؟" اس ذکر سے اس کا منہ بن گیا۔ جو اس کی نظروں سے چھپا نہ رہ سکا۔

"لڑکی! خدارا کچھ پڑھ لو۔ کیوں میری مٹی پلید کرتی ہو؟ جب لوگوں کو خبر ہو گی کہ شہوون فریدی پوزیشنز ہولڈر کی کزن فیل ہونے میں اپنا ثانی نہیں رکھتی تو کتنی انسلٹ ہو گی میری۔"

"وہ پڑھائی کا... میں بجاؤں..." سوال نظر انداز کر دینے پہ اس نے اس پہ ایک نظر ڈالی۔ وہ پھر بات بدل گیا۔

"وہ کتابیں سائیڈ پہ رکھ کر ذرا فریج میں جھانکو کہ وہاں کون کون سے فروٹ پڑے ہیں۔ خالی پیٹ پڑھا یا نہ

UrduPhoto.com

... دھڑا دھڑ جل اٹھے۔ آگے بڑھ کر سائیڈ پہ رکھے فریج کا دروازہ کھول کر جائزہ لینے لگی۔

"سیب اور کیلے ہیں۔" اس نے اطلاع دی۔

"او کے یہاں لے آؤ دونوں کو۔" وہ انڈے توڑ کر پیالہ میں ڈالتے ہوئے بولا۔ فروٹ کی باسکٹ لا کر اس نے شیلف پہ رکھ دی۔

"پہلے ان فروٹس کو اچھی طرح دھو لو پھر سیب کی قاشیں بنا کر انہیں چھوٹے پیسز میں کٹ لو۔" آملیٹ میں نمک شامل کرتے اس نے اسے بتایا۔ رجائیت کو بھی دلچسپی ہو گئی تھی۔ اتنے جینئس بندے کا یہ روپ اسے بہت اچھا لگ رہا تھا۔ فرائنگ پین کو ککنگ رینج پہ رکھ کر اس نے برنر جلایا۔ پھر تیل انڈیل کر آملیٹ کا آمیزہ پھینٹنے لگا۔

"سیب کٹ گئے۔ اب کیلوں کا کیا کروں؟" سین خاصا دلچسپ ہو گیا تھا۔ یوں لگ رہا تھا، وہ ماہر کک ہے اور وہ اس کی اسسٹنٹ۔

"ہوں کیلوں کو سلائس کی شکل میں کاٹ لو۔ تیل گرم ہو گیا تھا۔ اس نے آملیٹ کا آدھا آمیزہ فرائی پین میں ڈال دیا۔ آملیٹ دونوں اطراف سے براؤن ہو گیا تو اسے ٹرے میں نکال لیا۔

"فریج سے فریش کریم نکال لاؤ اور وہ پائن ایپل کا ٹن بھی نکال لانا۔" فرائنگ پین میں تیل ڈالتے کہا تھا۔ اس نے حکم کی تعمیل کی۔

"پائن ایپل کے پیسز نکال کر اسی پیالہ میں ڈال دو جس میں کیلے اور سیب ہیں پھر فریش کریم ڈال کر فروٹ کو مکس کر لو۔ یہ میری فیورٹ سوئیٹ ڈش ہے جو نہ صرف جلدی تیار ہو جاتی ہے بلکہ خاصی ٹیسٹی بھی ہوتی ہے۔" رجائیت اس کی ہدایات پر عمل کرتی رہی۔ دوسرا آملیٹ بھی تیاری کے مراحل سے گزر چکا تھا۔

"یہ ٹیسٹی۔" اس نے چمچ بھر کر فروٹ اور فریش کریم منہ میں ڈالی۔

"کھا کر دیکھو۔" اس نے چمچ تھام لیا۔

"حیثیت اور کون۔"
"اچھا ہے۔"
"بھئی! میں میسج لگا رہا ہوں۔ تم چائے نکال لو۔ جب سے دم پڑی ہے۔ کیسی بے چاری کا دم ہی نہ نکل جائے۔" کھانے پینے سے فارغ ہو کر وہ اسے پڑھا رہا تھا۔ وہ پوری دلجمعی سے پڑھ رہی تھی۔ پل بھر میں اس نے پاس ہو جانے کا عہد کیا تھا۔

نانی جی کے بلاوے پر وہ ان کے پاس آ بیٹھی تھی۔ کچن والے واقعہ کے بعد سے اس کی آمد و رفت بڑھ گئی تھی۔ فون کی بیل کافی دیر سے بج رہی تھی۔ نانی نے اسے ریسیو کرنے کو کہا۔ اس نے لاؤنج میں رکھا فون جھٹ اٹھا لیا۔ شہون فریدی نے اپنے کمرے سے ایکس ٹینشن اٹھا لیا تھا۔ دوسری طرف ماہ وش تھی۔ ماہ وش گھر فون کرتی تو نانی جی، خالو جی اور شہون کو بھی فون کرتی تھی کیونکہ اس کا زیادہ وقت ان کے پورشن میں گزرتا تھا۔ وہ ان کی باتیں سننا نہیں چاہتی تھی مگر شہون کی چہکتی آواز نے اس سے یہ غیر اخلاقی حرکت کروا دی۔
"شکر کرو۔ دیر سے ہی سہی مجھے ہوش تو آیا۔ ورنہ پتہ نہیں کیا کچھ کر بیٹھتا۔ خود کو اسٹیبلش کرنا اپنی جگہ لیکن اب میں نے اسے بھی ٹائم دینا شروع کر دیا ہے۔ حصول دولت میں اپنی زندگی کے قیمتی مخصوص لمحوں کو کھو دینے والا تا عمر پچھتاتا رہے گا۔ تم یہ سمجھو جیسے میں بہت جاگ گیا اور شکر ادا کر رہا ہوں۔ قصور تو میرا بھی نہیں ہے۔ آنکھوں ہی کو اس کی خوب صورتی دیر سے نظر آئی۔ بس سمجھ لو جو کچھ ہوا تمہارا شہون [illegible] شا ہوں [illegible] ہو گیا ہے [illegible] ہوں [illegible] سی ہی میری [illegible] ہو گی۔

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

اس کے لیے تو صرف دعا ہی کر سکتا ہوں۔

اس کی باتوں میں پیار کی خوشبو ہے
اس کے لہجے میں دلربائی ہے
جس کی آنکھوں میں خواب ہیں میرے
نیند اس نے میری چرا لی ہے

وہ بے تحاشا ہنس رہی تھی۔
"اس نے تمہاری محبت کا اقرار کر لیا۔"
"اس کی محبت نے تو مجھے گھٹنے ٹیکنے پہ مجبور کر دیا۔ تم اسے میری نظر سے دیکھو نا۔"
"ابھی میرا دماغ خراب نہیں ہوا۔" اس نے چڑایا۔
"بہت بد تمیز ہو گئی ہو تم۔ داؤد کہاں ہے؟ کتنا تنگ کر رہی ہو اس بے چارے کو۔ کچھ بولتا نہیں تو تم یوں اس کے پیچھے اڑاؤ گی۔ فون دو داؤد کو۔" پھر وہ داؤد سے بات کر رہا تھا۔ رجاءیت علی زیدی نے چپکے سے ریسیور رکھ دیا۔ پھر اپنے پورشن کی طرف بڑھ گئی۔
"عفیرہ پاگل ہے تمہارے پیچھے۔" اس روز کچن میں سنے گئے اس جملے کی طرف بار بار اس کا دھیان جاتا رہا۔
"اک عرصہ سے میری آنکھوں میں تمہارے خواب ہیں پھر میں کیوں نہ چرا سکی۔ تمہاری نیند؟ جب ہر آنکھ کے خواب تعبیر نہیں پاتے تو آنکھیں خواب دیکھنے کی گستاخی کرتی کیوں ہیں؟" اس نے یاسیت سے سوچا۔

☼ ☼ ☼

"ارے! کیا ہو رہا ہے؟" اس کی اکلوتی دوست شزا آن لائن تھی۔
"بور ہو رہی ہوں۔"
"ویری گڈ۔ ایسا کرو تیار ہو کر میرے گھر آ جاؤ۔"

"فار واٹ؟"

"پی اے ایف میوزیم میں جیولری کی زبردست نمائش جاری ہے۔ اور مشہور گلوکار پرفارم کرنے آرہے ہیں۔" شہزہ اپنے فنکشنز مس نہیں کرتی تھی۔ رجائیت اس کا بھرپور ساتھ دیتی تھی۔ سو اب بھی فوراً تیار ہو گئی۔

"تو کیے میں اک گھنٹے کے اندر تمہیں پک کرنے آرہی ہوں۔" کارڈلیس بند کرکے اس نے وارڈ روب کھول لیا۔ تھوڑی دیر بعد بلیک اسٹریچیبل جینز اور بلیک کرنکل کی شرٹ، دوپٹے میں تک سک سے تیار تھی۔ لمبے بالوں کو برش کرکے کھلا چھوڑ دیا۔ Image Blue کے بے دریغ چھڑکاؤ نے خوشبوؤں کے سمندر میں لا کھڑا کیا۔ سینٹر ٹیبل سے گاڑی کی چابی اٹھا کر وہ ماما کے کمرے پہ دستک دے رہی تھی۔

"ماما میں اور شہزا پی اے ایف میوزیم جا رہے ہیں، جیولری کی نمائش لگی ہے۔" ماما نے جلدی آنے کی تاکید کی۔ بلیک آلٹو کا رخ شہزہ کے گھر کی طرف تھا۔ باہر ہی سے ہارن دینے پر شہزا اچھلی آئی۔

"یو آر لکنگ ویری اٹریکٹیو۔" شہزا نے تفصیلی نظر ڈالتے ہوئے سراہا۔

"وہ تو ہے۔" شوخی سے جواب دیا۔ شہزہ مسکراتے ہوئے گیسٹ سلیکٹ کر رہی تھی۔ ایگزیبیشن میں جیولری کے ڈیزائن اور بناوٹ میں بہت خوب صورتی تھی۔ شہزہ نے زمرد کا اک سیٹ خریدا تھا۔ رجائیت علی زیدی نے پرل اور سلیمانی پتھر کا دیدہ زیب سیٹ خریدا تھا۔

"آج تو مجھے [illegible]" رہی تھی جب شہزا نے اسے پکڑ کر تقریباً" جھنجھوڑ دیا۔

"کیا ہوا؟"

"[illegible]" [illegible] میں نظر ڈالی۔ شہزا نے "قاتل ہے" [illegible] نظر نہ لگی۔

"کیا مطلب؟" وہ مسکرائی۔

"وہ اسٹوپڈ سی گرین شرٹ والی لڑکی [illegible] کو دیکھ رہی ہو جس نے گرین نگ کے نیکلس لگا رکھے ہیں۔"

شہزہ کی نشاندہی پہ دیکھنا پڑا۔ بے حد فٹنگ کی میرون شرٹ میں دوپٹے سے بے نیاز اک لڑکی کھڑی تھی۔

"تمہیں اس کی آنکھوں کا رنگ بھی پتہ لگ گیا اتنی دور سے؟" شہزا کی ایکسائٹمنٹ کو تحیر سے دیکھ رہی تھی۔

"اپنی آنکھوں کو خوردبین میں بدلو تبھی تو نہیں کہتی۔ تمہیں تو آنکھوں کی جگہ اللہ نے بٹن دے رکھے ہیں۔ اسی گرین شرٹ والی لڑکی کے ساتھ کھڑے ہینڈسم سے بندے کو دیکھو، جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے موصوف شہوُن فریدی ہیں اور تمہارے کزن کے عہدے پہ فائز ہیں۔" شہزا خاصے جلے بھنے لہجے میں کہہ رہی تھی بے حد چونک کر اس نے اس طرف دوبارہ دیکھا۔ بلیک جینز، شرٹ پہ مسٹرڈ جیکٹ پہنے دلفریبی سے مسکراتے وہ واقعی شہوُن فریدی تھا۔ اس نے جلدی سے رخ موڑ لیا۔

"غالباً" یہی وہ پٹاخہ ہے جو شہوُن کے پیچھے پڑی ہے۔" شہزا کے کمنٹ پہ اس نے نظریں جیولری پہ مرکوز کرلیں۔ "یہ بھی نہ پوچھا کہ تمہیں کیسے خبر ہوئی۔"

"تم نے شہوُن کا کلفٹن کیمپس دیکھا ہے؟" اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"شہوُن کے تمام ہی کیمپس شاندار ہیں۔ خصوصاً" کلفٹن کیمپس کا سیٹ اپ تو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ پچھلے دنوں میری کزن کو وہاں ایڈمیشن لینا تھا۔ تب شہوُن سے ملاقات ہوئی۔ وہ جانتا ہے کہ میں تمہاری اکلوتی فرینڈ ہوں۔ اسی بدولت اس نے کزن کو فیس میں خاصی رعایت دی۔ کزن نے بتایا تھا مجھے کہ عظمیٰ ایم بی اے اس کلاس [illegible] کی بیٹی ہے۔ شہوُن کو امپریس کرنے کے لیے سو جتن کر رہی ہے۔"

"تمہیں شرم نہیں آتی اتنا اچھا ڈیل ڈول اسمارٹ کزن یوں کسی کو پٹاتے دیکھ رہی ہو؟" شہزا کی معلومات دستیاب تھیں۔ آخر میں لہجہ غیرت دلانے والا تھا۔ جس شخص کو نظرانداز کرنے کو یہاں آئی تھی وہ اس کا سکون درہم برہم کرنے کے لیے پہلے سے یہاں بھی موجود تھا۔

UrduPhoto.com

جب کوئی خود بکنے کو تیار ہو تو کوئی کیا کر سکتا ہے۔" وہ ان ہوز جیولری پہ نظریں جمائے کھڑی تھی۔ بے ساختہ تھوڑا۔

"آپ نے اس علطو میں؟" تم اس سے لا کر دے…

"آپ کو اچھے لگے؟ وہ شخص ضروری نہیں مجھے اچھے لگے۔ وہ علطو کی پسند ہو سکتا ہے۔" … اپنی ذات کو بچانے کے لیے … کو تیار ہو جاتے ہیں … جھوٹ بول کر … کیا جا سکتا ہے مگر … نقصان کا … پڑ جاتا…

"تمہارا دماغ چل گیا ہے۔ کیا بولی ہے شوان یہ میرا آفس ہو تو کسی کی طرف دیکھنے نہ دیتی۔" وہ یہ جانتی کہ اس کی سب سے بڑی بری لگی ہے کہ وہ بے نظر نہیں آئی۔

شزا شوان کی طرف مسلسل دیکھتا رنگ لے رہی … اس کی نظر اس پہ پڑ گئی۔

"ٹھیک کہ شوان ادھر ہی آ رہا ہے۔" شزا … سے گویا ہوئی۔ اس نے کھسک جانا چاہا مگر وہ اس … تو دیکھ چکی تھی۔

"آپ یہاں؟" مستفسر ہوا۔

"کیوں نہیں ہوں۔ آپ کی کزن موصوف بھی تو ہیں۔" شزا نے اس کی طرف توجہ دلائی۔

"تو کو ڈیکوریشن کرنے کو ایسی لاکٹس دینی بھی ہے۔ کچھ خریدا؟" رجائیت کے ہاتھ سے … اٹھائے وہ گویا تھا۔

"ہاں میں نے … ایک سیٹ لیا …

… سیٹ دونوں ہی شاندار ہیں۔ … بھی بہت …

… رجائیت علی … سے استفسار کر … پسند نہیں۔" اس نے سپاٹ نظروں سے

تھی میں سر ہلایا۔

"کافی دیر سے تو آپ اسے دیکھ رہی تھیں۔" شزا نے جھوٹ پکڑنے کی کوشش کی۔

"ضروری تو نہیں کہ جسے دیر تک دیکھا جائے وہ ہمارا ہو جائے۔" لہجہ میں حسرت سی پنہاں تھی۔

"تمہارا فلسفہ اپنی جگہ سے اہم ہے۔" شزا نے ہاتھ جھاڑے۔ شوان خریدی نے ان نظروں کے ساتھ پہرے کو بیکھا لاکٹ دیکھنے لگے۔

"کیسے آئے ہیں؟" شزا نے سوال کیا۔

"میرا آنے کا کوئی مقصد نہیں تھا، دوست زبردستی گھسیٹ لایا۔ اب اس کی بیوی کسی نظر آئی تو مجھے داغ مفارقت دے گیا۔ اکیلے بور ہو رہا تھا، اچھا ہوا آپ لوگ مل گئیں۔"

"جھوٹا نہیں کہ آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے۔" وہ جھلا گئی۔

"آپ نے کچھ نہیں خریدا؟" شزا کی نظریں شرارتی ہو گئیں۔

"میرے استعمال کی تو چیزیں نہیں ہیں۔ یہ تو آپ صنف نازک کو ہی سوٹ کرتا ہے۔" وہ مسکرایا۔

"کسی کو گفٹ دینے کے لیے ہی خرید لیں۔ بازی بات ہے۔ ہم لڑکیاں گفٹ وصول کر کے خوش ہوتی ہیں۔"

"میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔ کسی کے لیے لے ہی لوں۔ اب آپ کہہ رہی ہیں تو عمل تو کرنا ہی پڑے گا۔" وہ ٹھہری سے مسکرا رہا تھا۔ "چلو آگے واک کر کے آتے ہیں۔" رجائیت نے کہا مقصد اس کے … سے بچنا تھا۔

"… یہیں کھل جاؤں گی۔ کیا معلوم کچھ پسند آ جائے تو۔ میرے پاس زیادہ پیسے بھی نہیں ہیں۔" اس …

"… کچھ اور لینا ہے تو میں چلوں؟" اس نے تھی میں سر ہلا دیا۔

"… میں کیوں باتیں کر رہی تھیں۔ وہ میرا آفس ہے کیا تمہارا؟" دونوں کی لڑائی ہوئی

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

"یہ کیا؟" شہوان فریدی اِدھر اُدھر ہوا تو شہزا نے جھجکی نظروں سے گھورا۔

"تمہاری دوستی بھی نہیں رہی تو لڑائی کیوں ہونے لگی۔" سمجھ سے دور بے چینی بڑھا ہوا تھا۔ اسے اس ماحول سے وحشت ہونے لگی تھی۔ شہوان فریدی مسکرا کر کارڈ لے آیا۔ مشہور گلوکار کی آواز میوزیم میں گونجنے لگی۔

تمہارے ہیں
کوئی دن
کر رہو کچھ بھی
اول سب پاس ہے
سب کچھ تمہارا ہے
کوئی دن

شہزا نے جھجکتی کم کر کے کارڈ لے لی۔ جب شہوان نے اس کی طرف بڑھائی تو اس نے انکار کر دیا۔ اس نے بے ساختہ اسے دیکھا۔

ستارہ سی جنہیں کہتے ہو
وہ آنکھیں تمہاری ہیں
جنہیں تم شاخ سی کہتے ہو
وہ بانہیں تمہاری ہیں
جنہیں تم پھول سی کہتے ہو
وہ باتیں تمہاری ہیں
کوئی دن

"ہم آئس کریم نہیں کھا رہے؟" شہزا کی اس پہ نظر پڑی۔

"سمجھا نہیں ہے۔"

"شہزا! تم یہاں ہو۔ میں کتنی دیر سے تمہیں ڈھونڈ رہی ہوں۔" [illegible] سے یہ جملہ دونوں نے بغور سنا۔ شہزا نے پیچھے [illegible]

"کون ہیں یہ۔ تعارف نہیں کرواؤ گے؟" وہ لوا سے گویا تھی۔

"[illegible] رجاحت علی زیدی ہیں، میری فرسٹ کزن۔ دونوں فرینڈز ہیں اور یہ عظمیٰ ہے۔"

باقاعدہ باضابطہ تعارف کروا رہا تھا۔ چہرے سے ناگواری عیاں تھی۔ ذرا سے رجاحت نے شہوان کو مخاطب کر کے [illegible] دی۔ عظمیٰ نے [illegible] کی بات [illegible] کی بھی ضرورت محسوس نہ کی۔ وہ کون سا مری جا رہی تھی۔

"مجھے کارڈ بہت پسند ہے۔" عظمیٰ نے مکمل استحقاق سے کارڈ اس کے ہاتھ سے کھینچ لی۔ شہزا نے جلا کر اسے گھورا مگر وہ نظریں سامنے جمائے کھڑی تھی۔ انداز ایسا تھا جیسے اس نے کچھ بھی نہ دیکھا ہو۔

"یہ تمہیں کمال ہے۔" اس نے اپنی کارڈ زبردستی رجاحت کو تھما دی۔ عظمیٰ نے سلگتے ہوئے اس منظر کو دیکھا تھا پھر وہ جھٹکے سے مڑ گئی۔

"کون تھی یہ؟" شہزا نے کریدا۔

"کیمپس میں کورس کر رہی ہیں۔" اس نے گول مول سا جواب دیا۔ وہ بل کھا کر رہ گئی۔

"شہزا! آگے چلتے ہیں۔ یہاں سے تو شکر کی شکل بھی نظر نہیں آ رہی ہے۔" شہزا کا ہاتھ پکڑے وہ لوگوں کے جم غفیر سے آگے نکل گئی۔ شہوان فریدی نے کارڈ کو ڈسٹ بن میں ڈالتے دیکھ کر غصے سے اس کی پشت کو دیکھا۔ اس کی حد درجہ لاتعلقی اس کی سمجھ سے باہر تھی۔ رجاحت علی زیدی ایک پہیلی تھی جو اس سے حل نہ ہو پا رہی تھی۔ کچھ دن پہلے وہ جس قدر قریب نظر آئی تھی۔ اب اتنی ہی دور لگ رہی تھی۔ وہ اس کا انداز سمجھنے سے قاصر تھا۔ اب بھی اسے چھوڑ کر وہ آگے بڑھ گئی تھی۔ شو بہت زبردست ہوا تھا۔ وہ پارکنگ سے بلیک آلٹو نکال لائی تو اک بار پھر شہوان فریدی سے سامنا ہو گیا۔

"[illegible] رات [illegible] گئی ہے۔ میرے ساتھ چلو۔" وہ [illegible] فکرمند تھا۔

"ہم اکیلے آئے تھے اور اکیلے ہی جائیں گے۔" [illegible] سے آلٹو نکال لے گئی۔ کھڑکی میں جھکا وہ بے ساختہ پیچھے ہٹا۔

"[illegible] کیا ہو گیا ہے؟" شہزا اس کے انداز دیکھ [illegible] رہی تھی۔ اتنی روڈ اور بدتمیز تو وہ کبھی نہیں رہی تھی۔

ذہن میں کسی کا احساس کیوں
ابھر رہا ہے۔

"شمعون ٹھیک کہہ رہا تھا۔ رات کافی ہو گئی ہے
[illegible] کے ساتھ چلے جانا چاہیے تھا۔" "مجھے نہیں
[illegible] کوئی پہلی دفعہ تھوڑے نکلے ہیں۔" شمعون لاپروا سا
[illegible] تھیں وہ دونوں [illegible] سے نکلے ہی تھے کہ ان کی ایک
سنسان سڑک پر گاڑی خراب ہو گئی تو اس کے ہاتھ
پاؤں پھولنے لگے۔ وہ دونوں گاڑی کو ایک طرف کر چکی تھیں مگر
ابھی اس مشکل میں تھیں۔ رات گہری ہو رہی تھی۔
وہ پریشان ہو گئیں۔ اس سے پہلے کہ وہ دونوں روڈ پر تھیں
ایک گاڑی تیزی سے گزرتے ہوئے ان کے پاس
رکی۔ شمعون سرعت سے ان کی طرف گیا۔
"آپ لوگ ٹھیک ہیں؟" وہ ان کا استفسار کر رہا تھا۔ شہزاد نے
[illegible] تو اس وقت بھی نہ رہی تھی۔ اس
کے اوسان ابھی تک خطا تھے۔ عورت کتنی ہی [illegible]
[illegible] بعض مقامات پر [illegible]
[illegible] اسے سوچ ہی [illegible] کر رہی تھی کہ اگر
وہ ان کی مدد کو نہیں آتا تو کیا ہوتا۔ یقیناً "آپی بے
وقوفی کا خمیازہ اسے عمر بھر اٹھانا پڑتا۔"
"تھینکس گاڈ آپ آ گئے۔ مجھے تو سوچ کے ہی
جھرجھری آ رہی ہے۔" شہزادی کہہ رہی تھی۔ وہ خاموش
بیٹھی تھی۔ اسے ڈراپ کر کے اس نے گاڑی کی رفتار کم
کر دی اور اس کے گم صم انداز پہ اک گہری نظر ڈالی۔
"زندگی میں ایسے کئی [illegible] رونما ہوتے رہتے ہیں۔
ان سے خوفزدہ ہونے کے بجائے ان سے سبق حاصل کرنا
چاہیے تاکہ مستقبل میں ایسے کسی [illegible] سے بچا جا
سکے۔" وہ اسے اس [illegible] سے باہر لانا چاہ رہا تھا [illegible]
[illegible]
[illegible] میں ذرا [illegible] تھا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ ملامت کرے گی۔
[illegible]
[illegible] ایک [illegible] رہا تھا۔ وہ
گاڑی [illegible] کھڑے [illegible] گیا۔
[illegible]
[illegible] وقت وہ ہماری نظر کا دھوکا ہوتا ہے۔ ہم اپنے

آپ کو بھی ٹھیک سے کچھ نہیں پتا۔" بچی جھنجلا
کی الجھن [illegible] ہوئے اس کے چہرے کو [illegible] رہا
تھا۔ وہ اندر جانے والے راستے کی طرف مڑ گئی۔

○ ○ ○

فاصلے کی خلیج ایک بار پھر ان کے مابین حائل ہو
گئی۔ وہ اسے پڑھاتا رہا اور [illegible]
گئے۔ شمعون نے اس پہ بہت محنت کی تھی۔ اسے امید
واثق تھی کہ وہ ضرور پاس ہو جائے گی۔ رزلٹ اناؤنس
ہونے میں وقت تھا۔ اس نے اپنے ذرائع سے
پہلے ہی [illegible] رزلٹ کنفرم کر لیا۔ وہ
لاؤنج میں بیٹھی مووی دیکھ رہی تھی۔ تب ہی وہ
ہوا داخل ہوا۔
"پیپرز کیسے ہوئے تھے تمہارے؟" وہ [illegible]
[illegible] سے استفسار کر رہا تھا۔
"اچھے ہوئے تھے۔" اس نے ٹی وی آف کر دیا۔
"کتنے اچھے ہوئے تھے۔ پولیٹیکل سائنس میں
چار، اکنامکس میں تین، سوشیالوجی میں دو، اسلامک
ہسٹری میں بارہ اور انگلش میں بتیس نمبر حاصل کیے
ہیں آپ نے۔ صرف انگلش میں پاسنگ مارکس ہیں۔
کیا ضرورت تھی اسے کلیئر کرنے کی؟ چاروں پیپرز کی
طرح اس میں بھی "شاندار نمبر" سے فیل ہوتا تھا۔
تمہیں پڑھنا نہیں تھا تو مجھے بتا دیتیں۔ تمہارا تو نہیں مگر
میرا بہت نقصان ہوا۔ میں نے تو چاہا تھا [illegible]
رہا تھا۔ تم پڑھنے والی لڑکیوں میں سے ہو ہی نہیں [illegible]
ضد [illegible] میں نے تم جیسی [illegible] لڑکی کو پڑھانے
میں اپنا قیمتی وقت ضائع کیا۔ جب پڑھنے کا موڈ نہیں
تھا تو [illegible] کر رہی ہو۔ اگر [illegible] کے ساتھ
ڈگری لگانے کا اتنا ہی شوق ہے تو مجھ سے [illegible]
کی ڈگری تمہارے لیے خرید لاتا ہوں۔ تمہیں پڑھنے
کی ضرورت ہی کیا ہے۔ 'معروف بزنس مین کی دختر
نیک اختر ہو۔ جس کا بزنس روپوں سے بھرا رہتا ہے
[illegible] روپے لٹانے کا خبط ہے۔ تم کیا
جانو [illegible] اور تعلیم کی اہمیت پوچھنی ہے تو [illegible]

مجبور لڑکیوں سے پوچھو جو پڑھنا چاہتی ہیں مگر ان کے پاس وسائل نہیں۔ ساٹھ واٹ کے بلب کی روشنی میں اپنا چین، سکون، نیند قربان کر کے پڑھتی ہیں۔ آنے والے کل میں انہیں صرف امتحان دینا نہیں ہوتا، روٹی کی فکر بھی ہوتی ہے۔ تم تھوڑی سی دریا دلی دکھاؤ اور ان پیسوں سے ان لڑکیوں کی مدد کرو جو پڑھنا چاہتی ہیں۔ کسی غریب کی مدد کر کے کم سے کم دعا ہی لے لو۔ تم کیمسٹری پڑھ کر کیا کرو گی؟ سونے کا چمچ لے کر پیدا ہوئی ہو۔ باپ کے روپوں پہ عیش کر رہی ہو۔ پھر آگے کوئی کاٹھ کا الو مل جائے گا۔ تمہاری تو ساری انگلیاں گھی میں ہیں۔

لعنت ہے مجھ پہ، جو چاچی کے کہنے پہ اپنا وقت برباد کرنے یہاں چلا آیا تھا۔ رجاحیت علی زیدی صاحبہ! کبھی سوچا ہے اپنے باپ کے لیبل کے سوا آپ کے پاس اپنی کوئی پہچان یا مقام ہے؟ میں بھی کتنا پاگل ہوں جو تم سے یہ سب کہہ رہا ہوں، جانتا ہوں کہ تم جیسی لڑکی صرف باپ کے پیسوں پہ عیش کر سکتی ہے۔" کتنے سنسناتے تیر وجود میں اتر گئے تھے۔ وہ اپنا سارا غصہ نکال کر جا چکا تھا اور وہ بیٹھی کی بیٹھی رہ گئی، بے حس و حرکت۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ذہن میں آندھی آ گئی ہو۔ رزلٹ توقع کے برخلاف نہیں تھا۔ اس نے پیپر میں کچھ لکھا ہوتا تب نمبر آتے نا۔ "رزلٹ اناؤنس ہوا۔ اس کا رزلٹ وہی تھا جو شمعون بتا کر گیا تھا۔ ماما، پاپا مارکس شیٹ دیکھتے تاسف سے سر ہلا رہے تھے اور زندگی میں پہلی بار اسے ندامت ہوئی تھی۔ ماما، پاپا نے کچھ نہیں کہا تھا مگر وہ ان کے جھکے سر دیکھ رہی تھی۔ اس واقعہ کے بعد شمعون سے سامنا نہیں ہوا تھا۔ ماما کی زبانی علم ہوا کہ وہ اسلام آباد گیا ہوا ہے۔ کراچی میں چار کیمپس کی بڑھتی مقبولیت کے بعد اس کا پلان پاکستان کے ہر شہر میں اپنا کیمپس کھولنے کا تھا۔ اسلام آباد میں زمین خرید لی تھی اور اب عمارت تعمیر ہو رہی تھی۔

رجاحیت علی زیدی کے اندر انقلابی تبدیلیاں رونما ہونے لگی تھیں۔ بی اے کے فائنل ایگزام میں چھ ماہ تھے اور وہ یوں پڑھ رہی تھی جیسے کل ہی پیپر دینے جانا ہو۔ ایگزامینیشن فارم میں دونوں ابرو کے بیچ دیکھتے ہوئے اسے اپنی اب تک کی دیوانگی پہ رونا آ رہا تھا۔ جو شاذ ہی کالج جاتی تھی۔ اب کالج سے واپس لوٹنا گراں گزرتا تھا۔ فری پیریڈ میں سارا وقت لائبریری میں بیٹھ کر ریفرنس بکس سے نوٹس بناتی رہتی تھی۔ چھٹی کے وقت ساری لڑکیاں چلی جاتی تھیں مگر وہ لائبریری میں اکیلی لڑکی ہوتی تھی۔ مجبوراً لائبریرین کو بتانا پڑتا تھا کہ لائبریری بند کرتا ہے۔ جب بھی پڑھتے پڑھتے تھک جاتی۔ تھوڑی دیر سستانے کو تکتی تو شمعون فریدی کی آواز کوڑے کی طرح چمڑی ادھیڑ ڈالتی۔ "تم جیسی لڑکی کچھ نہیں کر سکتی۔" اور یہ جملہ وجود کو بھڑکتے الاؤ میں دھکیل دیتا تھا۔ پھر اک جنون رگ رگ میں دوڑنے لگتا۔ وہ کس قدر ذہین تھی یہ اس پہ اس وقت کھلا جب بچوں نے اس کے بنائے اسائنمنٹ کی تعریف کی۔

بالآخر وہ دن بھی آ گیا۔ جس کے لیے اس نے بھرپور تیاری کی تھی۔ پیپرز توقع سے زیادہ شاندار ہوئے تھے۔ سب متحیر رہ گئے۔ حیرت تو اسے بھی ہوئی تھی کہ پہلی پوزیشن کیوں نہ بنی۔ "ریکارڈ" کے برخلاف رزلٹ نے سب کو بے حد خوش کیا تھا۔ ماما، پاپا، چچی جی، تایا جی سب اسے سراہ رہے تھے۔ نیٹ سے رزلٹ کنفرم کر کے ماہ وش نے رات اسے کال کی تھی۔ سمیعہ، ردا، تانیہ، حمید سب نے اسے مبارکباد دی تھی۔ سب خوش تھے اور وہ سب کا ساتھ دیتے کسک محسوس کر رہی تھی۔ سرہانے رکھے کارڈلیس پر نظریں جمائے وہ ساری رات شدت سے بیل کی منتظر رہی۔ خاندان کے جتنے لوگوں کو خبر ہوئی سب نے کال کر کے مبارکباد دی تھی مگر ایک شخص نے نہیں دی۔

"کیا اسے خبر نہ ہوئی ہوگی؟ وہ کمپیوٹر کا کیڑا، کیا اسے کوئی مشکل ہو سکتی ہے، رزلٹ کنفرم کرنے میں؟" اس کی خاموشی نے اسے کھولتے تیل میں ڈال دیا تھا۔ آئی ٹی کی بڑھتی ہوئی مانگ کے پیش نظر اس نے کورس کرنے کا ارادہ باندھا تھا۔ ہارٹ بریکنگ

انسٹیٹیوٹ کی اس نے بڑی تعریف سنی تھی۔ کالج کی ہر دوسری لڑکی وہیں سے کورس کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اسے یونہی دلچسپی ہوئی تھی اس انسٹیٹیوٹ میں۔ جم کی طرح بڑا ہی زبردست سیٹ اپ تھا۔ وال پینٹنگ کمال تھا۔ بے حد خوب صورت ریسیپشنسٹ کو دیکھ کر اس نے نازش سے کہا تھا۔

"بڑا حسن پرست بندہ لگتا ہے۔ کورس کرنے سے زیادہ مجھے تو اس انسٹی ٹیوٹ کے اونر کو دیکھنے کا اشتیاق ہو رہا ہے۔" نازش ریسپشن سے فارم لے رہی تھی۔ اس نے ہارٹ بریکنگ سے جڑا نام دیکھا تو چکرا گئی۔ "محسون فریدی" آج تک اس نے کبھی ضرورت محسوس نہیں کی تھی اس کے انسٹیٹیوٹ کے بارے میں جاننے کی اور اب وہ حیرت زدہ رہ گئی تھی۔

"یہی وہ مقبولیت ہے جس نے تمہارا دماغ عرش معلیٰ پہ پہنچا دیا ہے۔ تب ہی تمہیں اپنے سامنے سب کیڑے مکوڑے لگتے ہیں۔" نازش اسے آوازیں دیتی رہ گئی مگر وہ یوں بھاگ نکلی جیسے بدروحیں چمٹ جائیں گی۔ اسلام آباد میں انسٹی ٹیوٹ اسٹیبلش ہو چکا تھا۔ آج کل اس کی رہائش وہیں تھی۔ مہینے میں ایک بار وہ کراچی کیمپس کا جائزہ لینے آتا تو گھر والوں سے ملاقات ہو جاتی۔ نانی جی کا مسکن بھی اسلام آباد میں تھا سو اکثر و بیشتر نانی جی بھی اس سے ملنے چلی جاتی تھیں۔ یہ ساری خبریں اسے ماما سے ملا کرتی تھیں۔ بس ایک اسی سے اس کا سامنا نہیں ہو رہا تھا۔ جب تک یونیورسٹی میں داخلے شروع ہوئے۔ تب تک اس نے دوسرے سینٹر میں ایڈمیشن لے لیا۔

UrduPhoto.com

میڈیا سے دلچسپی کے پیش نظر ماسٹرز میں اس نے ماس کمیونیکیشن کا انتخاب کیا۔ [illegible] فارغ اوقات میں وہ مختلف اخبارات میں [illegible] کیا کرتی۔ دیگر سرگرمیوں میں مصروف رہنے کے باوجود وہ ماسٹرز [illegible] کہ بچارا انسان اور جنون جب اک ریس میں دوڑ لگائے تو خبر نہیں رہتی کہ کتنا راستہ طے ہوا۔ بس آگے کی فکر رہتی ہے کہ قلعہ کیا فتح؟ اس کی انتھک محنت رنگ لے آئی۔ ماسٹرز کی ڈگری ہاتھ میں لے کر وہ بے ساختہ رو دی تھی۔ یہ [illegible] بے جان ٹکڑا اس کے جنون کا حاصل تھا۔ اس کی زخم خوردہ انا کا مرہم تھا۔ مستقبل کا سہارا تھا۔ اسی بے جان ٹکڑے کے لیے اس نے ذہنی سکون کی بھینٹ چڑھائی تھی۔ شاپنگ، کنسرٹ، پکنکس ہر شوق کو قربان کیا تھا۔ اس نے عرصہ پہلے سوچنا چھوڑ دیا تھا کہ کیا پایا کیا کھویا؟ یاد تھا تو صرف اتنا کہ اپنے نام سے اپنی پہچان بنانی ہے۔ اس کا جنون رنگ لے آیا۔

اس دن۔ اخبار پڑھتے ہوئے اس کی نظر "نیو میل نیوز کاسٹر کی ضرورت ہے" کی خبر پر پڑی۔ اس نے فوراً اپلائی کر دیا۔ اسے آڈیشن کے لیے بلایا گیا۔ وہ آڈیشن دینے گئی۔ لڑکیوں کی تعداد اچھی خاصی تھی۔ رزلٹ کے لیے دس دن کا ٹائم دیا گیا تھا۔ گو کہ اسے کچھ زیادہ امید نہیں تھی۔ وہاں بیٹھا ہر شخص عمر اور تجربے میں اس سے کہیں زیادہ تھا۔ ریجیکٹ بھی ہو جاتی تو اک تجربہ ہی ہوتا۔ دس دن بعد جب اسے سلیکٹ ہونے کی نوید دی گئی تو اک پل کو وہ اپنی جگہ جم گئی۔ پھر ٹریننگ پیریڈ سے گزرنا پڑا۔ مختلف مراحل سے گزر کر آج آن ایئر تھی۔ سب نے ہی اسے سراہا تھا۔ ماما بھی جگمگاتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"شوکی! کہاں تو تمہیں پڑھنے سے نفرت تھی اور کہاں یہ بڑے بڑے معرکے مارے جا رہے ہیں۔ یہ انقلاب کیونکر؟" شیزہ استفسار کر رہی تھی۔

"پہلے بے عمل، بے مقصد تھی زندگی۔ اب اک مقصد ہے کہ جتنا ہو سکے اپنے عمل سے دوسروں کو فائدہ ہو۔ بدلتے معاشرے پہ اپنے افکار و خیالات کو [illegible] کے لیے میں نے میڈیا کا سہارا لیا ہے۔ جانتی ہوں میرا قلم، میری آواز انقلاب نہیں لا سکتی مگر ان کی دشت پہ بارش کے قطرے جتنی تو ہو گی۔ زندگی لگتا ہے کہ میں اب گزار رہی ہوں۔ پہلے خود فریبی کے جنگل میں بھٹک رہی تھی۔ شکر کہ "کسی نے مجھے

مجھے بڑی مصلحتوں سے روشناس ہونے کا موقع
ملا ہے کہ اس کے عوض میں اپنی تمام زندگی
بھی دے سکتی ہوں۔ اب سب کچھ [illegible] گئی ہوں
[illegible] ہے کہ ہم لڑکیوں کو اپنے اپنے
[illegible] کے بارے میں سوچنا چاہیے۔"
"[illegible] ہے۔ جب ہی تو میں نے ڈاکٹر شہریار کے
[illegible] میں کہہ دیا اگر وہ ڈاکٹر کی بیوی کہلانا
[illegible] تو شوق آج بھی ان کی بات کی منتظر ہے۔" وہ مسکرا [illegible]

[illegible] خاندان کے دیگر لوگوں نے فون کر
کے مبارکباد دی تھی۔ [illegible] حمید خالہ کی بھی
[illegible] کال آئی تھی۔ حمید خالہ نے بھی خوشی کا
اظہار کیا تھا۔ تائی جی، نانو جی بار بار اسے سراہ رہے
تھے۔ سب ہی کچھ نہ کچھ بول رہے تھے۔ پر خوشی تھی
ایک ہی طرف۔ شہوان فریدی سے ابھی تک سامنا نہیں
ہوا تھا۔ پھر کار واپس لوٹتے ساری رات بیت گئی۔

○ ○ ○

زندگی بڑی تیزی سے گزر رہی تھی۔ آرٹیکل
[illegible] زندگی اپنی تین [illegible] کے
گرد میں گھوم رہی تھی۔ پھر اس نے سنا شہوان فریدی
[illegible] ہے۔ [illegible] نانو جی کے پورشن میں موجود تھے
اور وہ کمرے میں بیٹھی آرٹیکل لکھ رہی تھی تقریباً
[illegible] ہو گیا تھا اسے آئے [illegible] لوگوں کا سامنا نہیں ہوا
[illegible] رحمانیت علی زیدی اس سے ملنے گئی [illegible] نے اس
[illegible] ملاقات کے [illegible] اسٹیریو پر کوئی نغمہ
بجنے کی آواز سے بج رہا تھا۔ آنکھیں موندے وہ خود کو
[illegible]
[illegible] آرٹیکل بھیجنا تھا۔
[illegible]
[illegible] انداز میں
گزاریں۔
[illegible]
کی مسلسل کے مقابل بیٹھ گئیں۔

"تانی! میں تم سے ایک خاص بات کرنے آئی
ہوں۔ تم جانتی ہو کہ میں نے شادی اور تم سے روایتی
[illegible] بھی نہیں [illegible]"
"[illegible]"
"تم فریش ہو کر آؤ۔ کیا تم نے لائف پارٹنر کا
انتخاب کر لیا ہے؟" وہ ماں کی شکل دیکھتی رہی۔
"آپ حیران کیوں ہو رہی ہو؟ شادی تو کرنی ہے۔
اب بتاؤ کیا تمہاری کمٹمنٹ ہے کسی سے؟" اس
نے سنبھل کر نفی میں سر ہلایا۔
"ہمارے انتخاب پر تمہیں کوئی اعتراض تو نہ ہو
گا؟"
"آپ جلدی کیا ہے ماما؟" اسے الجھن ہونے لگی۔
"تم اپنی پسند سے کرنا چاہتی ہو؟"
"کب میں نے کب کہا۔ آپ لوگوں کی پسند میری
پسند ہو گی۔"
"تمہاری تائی اور نانو جی آئی تھیں کل شہوان کا
پرپوزل لے کر۔ تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں؟" وہ جو
اقرار کر چکی تھی۔ دھک سے رہ گئی۔ شہوان فریدی وہ
جیسس بندہ جو اپنے سامنے کسی کو کچھ گردانتا نہیں۔
وہ جس نے اس کی انا کو کچل دیا تھا۔ وہ جسے آئے مہینہ
بھر سے زیادہ ہو گیا تھا اور وہ اس سے ملنے نہیں آیا۔
اس کا پرپوزل؟" اگلے ہی لمحے اس نے نفی میں سر ہلا
دیا۔
"آپ لوگ جس سے کہیں گے میں اس سے
شادی کرنے کو تیار ہوں مگر شہوان تو نہ۔" ماما نے
انکار کی وجہ پوچھی۔ مگر اس کا یہی جواب تھا۔
"کسی سے بھی کر دیں مگر اس سے نہیں۔" ماما
[illegible] کر چکی تھیں۔ پھر تائی کو انکار کروا دیا اسے
لگ رہا تھا۔ تائی جی نانو جی کی محبت میں کمی آجائے گی
مگر انکار کے بعد بھی ایسا کچھ نہ ہوا۔ مقدر کے سکندر
شہوان فریدی نے انکار سن کر کیا ری ایکٹ کیا ہو گا وہ
تصور کر سکتی تھی۔

○ ○ ○

[illegible] سے باہر آئی تھی۔ وہ نیوز میں

UrduPhoto.com

"بارش کا امکان ہے" پڑھ کر اسٹیشن سے گھر کے لیے نکلی۔ تب ہی زوروں کی بارش شروع ہو گئی۔ موسم کی مناسبت سے وہ گنگنا بھی رہی تھی بارش سے لطف اندوز ہوتے ڈرائیو کر رہی تھی۔ شام کے آٹھ بج رہے تھے مگر دھند کی چادر گہری رات کا منظر پیش کر رہی تھی۔ موسم کی رعنائی سے حظ اٹھاتے سفر کر رہی تھی۔ تبھی ایک شریر لا جھٹکے کھا کر بند ہو گئی۔ سوئی اس کی غفلت کا چیخ چیخ کر اعلان کر رہی تھی کہ پٹرول کی ٹنکی خالی ہو چکی ہے۔ سنسان ایریا، برستی بارش، گرجتے بادل اور گھپ اندھیرے نے موسم کی ساری رعنائی کھو دی۔ اب تو اسے گھر پہنچنے کی فکر ستا رہی تھی۔ کافی دیر گاڑی کے اندر بیٹھی رہی کہ کوئی رکشہ، ٹیکسی گزرے مگر موسم انجوائے کرنے کے چکر میں اس نے لمبا اور سنسان راستہ اختیار کیا تھا۔ اب یہی انجوائے منٹ بھاری پڑ رہی تھی۔ آسمان کے تیور ہنوز بگڑے ہوئے تھے۔ بارش رک جاتی تو وہ آگے اسٹاپ تک تو جا سکتی تھی۔ قریب ہی کسی پیٹرول پمپ کے آثار بھی نظر نہیں آ رہے تھے۔ دفعتاً شیشے پہ دستک دی گئی۔ وہ ایک دم سے ڈر گئی۔ کچھ سال پہلے کا واقعہ ایک دم سے یاد آ گیا۔ دستک اک بار پھر ہوئی تھی۔ گلاس پہ پانی کے قطرے جا بجا پڑے تھے جس کے باعث اسے صرف اک ہیولہ ہی نظر آیا۔ دستک دینے والے کو بھی احساس ہوا اس نے چوڑی ہتھیلی سے شیشے پہ بکھری بوندوں کو سمیٹا۔ اب کے وہ اپنی جگہ سے ہل ہی نہ پائی۔ اجنبی کو اس کے اسٹیچو بننے پہ غالباً غصہ آ گیا تھا تب ہی اس نے شیشے پہ زور سے ہاتھ مارا جیسے شیشہ [illegible] لاک کھولو۔ اس نے خاموشی سے شیشہ نیچے کر دیا۔

"ہیلپ مل سکتی ہے۔ دراصل وہ میری گاڑی کا ٹائر پنکچر ہو چکا ہے [illegible] لڑکی کی گاڑی پہ پڑا تھا۔"

"پٹرول نہیں ہے گاڑی میں" [illegible] نے کہا۔

"دوسرا ٹائر ہے گاڑی میں؟" اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"میری گاڑی بھی کافی دور ہے۔ جانے اور پھر گاڑی سے ٹول نکالنے میں کافی دیر ہو جائے گی۔ رات بھی کافی ہو رہی ہے۔ دس منٹ کی واک پہ اسٹاپ ہے۔ میرا خیال ہے ہمیں وہیں چلنا چاہیے۔" گاڑی لاک کر کے وہ خاموشی سے باہر نکل آئی۔ تیز پھوار نے اگلے ہی پل اسے شرابور کر دیا۔ برستا بھیگتا موسم جسم میں جھرجھری سی دوڑا گیا۔ وہ جارجٹ کے سوٹ میں کپکپا رہی تھی۔ اسٹریٹ لائٹ کی ناکافی روشنی میں بجلی چمکتی تو پل بھر کو ہر چیز روشن ہو جاتی۔ چھم چھم برستے پانی کی دلفریب موسیقی ہر اٹھتے قدم پہ ردھم پیدا کر رہی تھی۔ اس کے کپکپاتے وجود کو اس نے اک نظر دیکھا پھر اپنے سراپے پہ بلو جینز اور بلو شرٹ کو دیکھتے ہوئے وہ مسکرا دیا۔

"سین تو خاصا افسانوی ہے لیکن افسوس میرے پاس کوئی جیکٹ نہیں ہے جو میں تمہیں دے سکوں۔ اگر مجھے خبر ہوتی کہ آج بارش ہونے والی ہے یا تم مجھے سر راہ مل جاؤ گی تو یاد سے جیکٹ لے کر آتا۔ ویری اپ ڈیٹ تم پہلے نہیں پڑھ سکتی تھیں۔" اس کے سنگ قدم اٹھاتے وہ از حد مسرور نظر آ رہا تھا۔ اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا پھر دیکھتے ہی گیا۔ بارش کے شفاف قطرے بوندوں کی شکل میں اس کے صبیح چہرے پہ بکھرے خود پہ نازاں دکھائی دے رہے تھے۔ ماحول میں بھیگی پراسرار لیکن معنی خیز خوشی طاری تھی۔ گویا کہیں دور سے ہوا کی لے پہ درد بھری آواز آ رہی تھی۔

بھیگی سی اک رات میں
لے گئی کیا ساتھ ہو
دھڑکنیں جو ہمیں گننے لگی ہیں
فاصلہ بھی کھوئے درمیان
کب چاہی کی بات ہے
دھڑکنیں جو ہمیں گننے لگی ہیں
دیکھو شو سنو
خاموشی گنگنانے لگی ہے

خموشی کی گفتگو ہر کسی کو سمجھ نہیں آتی۔ سو آج
اس نے بھی لفظوں کا سہارا لینے کی ٹھان لی۔
پکار غیر معمولی تھی۔ وہ بے حد چونک کر اسے دیکھ رہی تھی۔

"شروع سے ہم دونوں کے بیچ اک ان جانی خلیج حائل رہی اور یہ خلیج کیوں حائل رہی یہ صرف ہم دونوں ہی جانتے تھے۔ آج میں اس "کیوں؟" کا جواب دینے لگا ہوں۔ تمہیں کہیں لگے کہ میں غلط کہہ رہا ہوں تو تم مجھے ٹوک دینا۔" اس کا لہجہ قطعی تھا۔ "میں نے جب سے ہوش سنبھالا خود کو محبتوں کے حصار میں پایا۔ سب مجھ پہ جان وارتے تھے مگر یہ حسین دور بہت کم دورانیہ پہ مشتمل رہا۔ صرف سات سال پھر اس کے بعد تم اس دنیا میں آگئیں تو گھر کے تمام مکینوں کی محبت انتہا پالیں۔ میں سات سال کا تھا۔ حسد، جلن جیسے جذبوں سے نابلد تھا مگر تم مجھے اچھی نہیں لگتی تھیں۔ تم غاصب تھیں جس کے آنے کے بعد سے سب مجھ سے بدل گئے تھے۔ تم پر سب کی توجہ نے مجھے تم سے متنفر کر دیا۔ اس وقت میرے معصوم ذہن نے مجھے سمجھایا کہ میں کچھ ایسا کام کروں کہ سب تمہاری جگہ مجھے امپورٹنس دیں۔ خود کو منوانے کا واحد ذریعہ تعلیم تھا۔ پڑھائی میں اچھا تو میں شروع سے تھا۔ اب میں نے جی جان لگا دیا اور نتیجہ حسب حال تھا۔ گھر والوں اور ٹیچرز کی تعریف مجھے اچھی لگ رہی تھی۔ اس دن میں نے دیکھا تھا تم بھوک سے رو رہی تھیں۔ مگر سب میری خوشی میں تمہاری طرف سے غافل ہو گئے تھے۔ تم پر ترس آنے کے بجائے مجھے تمہارے رونے سے خوشی ہوئی کہ یہ سلسلہ چل نکلا۔ تم بھی اسکول جانے لگیں۔ تمہارے اندر کوئی مقابلہ بازی کی لگن نہیں تھی۔ سو تم پاس ہونے لگیں۔

تم جیسے جیسے بڑی ہو رہی تھیں [illegible] تھیں۔ تمہارا رزلٹ خراب ہونے لگا مجھے خوشی ہوتی تھی جب سب مجھے سراہتے اور تمہیں ڈانٹتے تھے۔ میں تمہیں اگنور کرتا رہا مگر جب میں تمہاری [illegible] تو چونک گیا۔ ایسا کیوں؟ یہ سوال مجھے اکثر تنگ کرنے لگے۔ کسی کی بات کا تم پر اثر نہیں ہوتا تھا۔ فیل ہو کر تم خوش ہوتی تھیں۔ تمہیں شرم دلانے کو سب میری مثال دیتے تھے بجائے مجھ سے حسد اور مقابلے کے تم خوشی خوشی فیل ہو گئی تھیں۔ مجھے دنیا کی خبر ہو نہ ہو مگر میں تمہاری خود کی بے زاری سے واقف تھا کہ تم بھی بے خبر رہتی تھیں۔ تمہارا لا تعلق رہنا ہی مجھے چونکا گیا۔ مجھے لگتا تھا ضرور کچھ "گڑبڑ" ہے۔ مجھے اک وہم سا ہو گیا تھا کہ [illegible] لیکن یہ مجھے اپنی خام خیالی لگی۔ اس خیال سے پیچھا چھڑانے کی میں نے بھرپور کوشش کی مگر ایسا نہ ہوا۔ پھر جب چاچی بتلا رہی تھیں کہ ایک سال میں تم نے تیسرے ٹیوٹر کو بھی بھگا دیا تو میں نے چاچی سے کہا کہ میں تمہیں پڑھایا کروں گا۔ یہ فقط اک بہانہ تھا تمہارے قریب رہنے کا۔ تمہیں قریب سے پرکھنے کا۔ پڑھانے سے پہلے میں نے ان پچھلے ٹیوٹرز سے صرف شک دور کرنے کو ملاقات کی تھی۔ انہوں نے کہا تم پڑھنا ہی نہیں چاہتیں۔ مجھے پھر بھی یقین نہ ہوا تم بڑی بے دلی سے پڑھنے روز آتی تھیں۔ میری طرف دیکھ بھی نہیں رہی تھیں۔ اسی وقت میں نے طے کیا تھا تمہیں "چیک" کروں گا اور جب [illegible] تم نے "علم" [illegible] سنا تو تمہارے چہرے کے رنگوں نے میرے شک کو یقین کا روپ دے دیا۔ اس دن تمہاری شخصیت کا خول اتر گیا۔ جان کر کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو بے حد خوشی ہوئی تھی من کو۔ پھر ساری کڑیاں خود بخود ملتی چلی گئیں۔ تمہارا پڑھائی میں فیل ہو جانا سال سال بھر میری شکل نہ دیکھنا، میں تمہیں اگنور کرتا تھا تم سے یہ برداشت نہ ہو پاتا تھا۔ تمہارے علاوہ ہر کسی میں [illegible] تھا۔ مجھے اپنی طرف متوجہ کرنے کو تم نے [illegible] نکالا۔ مجھ سے [illegible] لیکن مجھے لگا تم نے غلط راہ کا انتخاب کیا تھا۔ یہ جانتے ہوئے کہ تمہاری پرفارمنس میری وجہ سے خراب رہی ہے۔ میں ساری مقابلہ بازی بھول گیا۔ مجھے خوش ہونا چاہیے تھا کہ [illegible] مجھ سے میری محبت کی دنیا چھین لی تھی اور وہ بھی تمہی

سے الجھ دیا۔ "ہارٹ بریک گنگ سے نہیں۔" آواز
لب سے حد قریب آتی جا رہی تھی۔
"مجھے پھر بھی برا نہ لگا مگر اب جب میں نے بن باس کاٹ لیا صرف تمہارے لیے تو تم نے مجھے ریجیکٹ کر دیا۔ ایسا کیوں کیا تم نے؟" وہ اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ اس کے بڑھتے قدم رک گئے۔ بارش اب بھی زوروں پر تھی۔ چھم چھم کی آواز اب بھی گونج رہی تھی بجلی کی چمک ہر شے کو منور کر رہی تھی۔ مگر وہ تو جیسے ماحول سے کٹ سے گئے تھے۔ رجائیت علی زیدی اس کے لبوں سے نکلنے والے اک اک لفظ پہ حیران ہو رہی تھی۔ جو جذبے اس نے خود سے بھی چھپا رکھے تھے ان کے رنگ تو عرصہ پہلے سے پہچان چکا تھا۔

"تم نے مجھے ریجیکٹ کیوں کیا؟" وہ کڑے لہجے میں استفسار کر رہا تھا۔ بھوری آنکھیں اس کی آنکھوں میں گڑی تھیں۔ وہ گڑبڑا گئی۔

"وہ عفیرا۔" اس کے بھیگے لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ آگئی۔ نفی میں سر ہلاتے وہ مسکراتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"کیا فائدہ ہوا اتنا عرصہ تم سے دور رہنے کا؟ بے وقوف کی بے وقوف ہی رہیں تم عفیرا تو ہوا کا جھونکا تھی طوفان ہوتی تو بھی تمہارے حقوق غصب نہ کر سکتی تھی کیونکہ میں نے عرصہ پہلے اپنا سب کچھ تمہارے نام لکھ ڈالا تھا۔ شاید اسی وقت جب تم اس دنیا میں آئی تھیں اور بڑی ہونے کے باوجود میں صرف تمہیں ہی سوچا کرتا تھا عفیرا نے زیادہ تنگ کیا تو میں نے [illegible] رکھتی ہو۔ وہ [illegible] راستہ بدل گئی۔ [illegible] عفیرا اتفاقاً ملی تھی اسے میرے ساتھ دیکھ کر تم نے [illegible] تمہارے چہرے کے رنگوں نے مجھے غصہ دلا دیا۔ یہ [illegible]
لوگوں کی طرح بازو پر سے اتر گیا۔

"میں نے سوچا تھا آپ اور۔۔۔"
"تم صرف اوٹ پٹانگ باتیں ہی کیوں سوچتی ہو؟"
وہ ایک دم سے سر جھکا گئی۔ اسے اعتراف تھا کہ محبت جتانے کا جو راستہ اس نے ڈھونڈا وہ یقیناً درست نہیں تھا بلکہ شموئن نے اسے جس راستے پہ ڈالا وہ درست تھا۔ وہ جان گئی تھی کہ اک ہی پہلو پہ سوچنے والے نقصان سے ہمکنار ہوتے ہیں صد شکر کہ اس نے اسے بڑے خسارے سے بچا لیا۔ شموئن فریدی نے جینز کی جیبوں کی تلاشی لی اور اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس میں نیلم کا وہی لاکٹ تھا جو اس نے ایگزیبیشن میں چھوڑ دیا تھا۔ وہ اس کی متحیر نگاہوں کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھا۔

"بے جان پتھروں کے ساتھ مجھے جیتے جاگتے انسانوں کی نفسیات جاننے کا بھی دعوا ہے۔ یہ میں نے اسی دن خرید لیا تھا۔ تمہاری پسندیدگی چھپی نہ تھی مجھ سے۔ بعد میں تم اسی لاکٹ کے لیے دوبارہ گئی اور بک جانے کا سن کر اپ سیٹ ہو گئی تھیں۔" وہ اسے گزرا وقت یاد دلا رہا تھا۔ وہ متحیر اسے دیکھ رہی تھی۔

ادارہ خواتین ڈائجسٹ کے معروف ناول
شائع ہو گئے ہیں
مکتبہ عمران ڈائجسٹ

اس نے اس کی لاتعلقی، بے مروتی پہ کتنا کلستی
تھی۔ وہ تو یہی سمجھے بیٹھی تھی کہ وہ محبت کے رمز سے
ہی واقف نہیں، مغرور اور خود پسند ہے اور اب وہی
شخص بھوری آنکھوں میں محبت کا جہاں بسائے اس
سے اظہار محبت کر رہا تھا۔ اپنا وجود اپنی محبت اس کے
نام لکھ رہا تھا۔ اس نے جھک کر اس کے گلے میں
لاکٹ ڈال دیا۔

"سوچا تھا پھر شگفتہ باندھ کر حجلۂ عروسی میں تمہیں
پہناؤں گا تب سے اٹھائے اٹھائے پھر رہا ہوں مگر یہ
برستی بھیگتی رات بھی بری نہیں بلکہ خاصی رومینٹک
ہے۔" اس کی نظروں، باتوں اور لمس سے وہ سمٹی جائے
جا رہی تھی۔

"تنہائی کا بدلہ تو مجھے ریجیکٹ کر کے لے ہی چکی
ہو اب میرے دل کی تسلی کے لیے ایک بار کہہ دو کہ تم
اب انکار نہیں کرو گی ورنہ پپا، ماما، چاچو، چاچی، ملاوش
سب میرا مذاق اڑائیں گے۔"

"کیا مطلب؟"

"ٹھیک کہہ رہا ہوں، جب میں یہاں سے گیا تب میں نے
سب کو اپنے پلان میں شامل کر لیا تھا اور آج بھی سب
کچھ ایک پلان کے تحت ہوا تھا۔ پپا اپنی گاڑی میں مجھے
یہاں تک چھوڑ گئے تھے اور تمہاری گاڑی کا فیول
نکالنے کا آئیڈیا خود چاچو کا تھا۔" وہ ہنستے ہوئے کہہ رہا
تھا۔ بھیگی لٹ کو کان کے پیچھے کرتی وہ مسکرا دی۔ پھر وہ
سنجیدگی سے گویا ہوا۔ "زندگی ایک بار ملتی ہے اور مجھ
[illegible]
[illegible]
لگے ہیں۔ تو ہم کیوں نہ ایسے کام کر جائیں جو
[illegible]
گزار رہا ہے۔ میں اپنے ملک کے معماروں میں
[illegible]
[illegible]
کرنا چاہتا ہوں کیا تم اس مشن میں میرا ساتھ دو

گی؟" رجائیت علی زیدی بے ساختہ اسے دیکھتی رہی۔
کتنے اچھے افکار و خیالات تھے اس کے کتنا محب وطن
تھا جو ملک کے معماروں کے لیے متفکر نظر آ رہا تھا
ورنہ اس کا کیا تھا۔ آرام سے امریکہ، کینیڈا سدھارتا
اور ڈالرز میں کھیلتا۔ اس کی انفرادیت تو اس کے افکار
میں پوشیدہ تھی۔

"آپ ہر سفر میں مجھے ہم قدم پائیں گے۔"

"پھر بھی متفکر ہو کیوں؟" چند بوندیں اس کے
لبوں پر گرتے دلچسپی سے دیکھا۔

"آپ میری تنہائی کم کر دیجیے گا۔"

"اور بدلے میں تم میرا چین، سکون چھین لو گی۔"
اس کے عاجزانہ انداز پہ وہ ہنس پڑی۔

"سوچ رہا ہوں تنہائی کا انداز بدل دوں۔" بھوری
آنکھوں کے شوخ زاویے نے اسے رخ پھیرنے پہ
مجبور کر دیا۔ اس کی شریر نظروں نے اس خوب
صورت انداز کو نگاہوں میں مقید کر لیا۔

"اک راز کی بات بتاؤں؟" مجسس نظروں سے وہ
اس کے لبوں پہ پھیلی مسکراہٹ کو دیکھنے لگی۔

"میں نے اپنے سسٹم کے والپیپر پہ تمہاری
تصویر لگائی ہوئی ہے۔" وہ جو کسی خاص بات کی توقع کر
رہی تھی غیر متوقع جملہ سن کر اس کے لب ملے کے
کھلے رہ گئے۔

"مجھ پہ چھا جانے والی ہستی مل گئی ہے مجھے۔" وہ سر
جھکا گئی۔ برستی بوندیں جلترنگ بجا رہی تھیں۔ بادل
گرج رہے تھے۔ بجلی چمک رہی تھی۔ ماحول میں اک
سحر انگیز سا نکھار آ گیا تھا۔ ایسے میں دو حواسوں کے ساتھ
دل دھڑک رہے تھے۔ ساتھ چلنے کے شگون قبول
[illegible] ہاتھ بے ساختہ اس کی طرف پھیلا تب
اس نے جھجکتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں
دے دیا۔